THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

# عصر نبوی ﷺ کی ادارتی تنظیم اور پشتون معاشرے (قبائلی اضلاع) میں اس کا تطبیقی جائزہ

# Institutional Organization in the Prophetic Era and the Pashtun Tribal System: A Comparative and Analytical Study

**مقالہ نگار: احتشام اللہ**

ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

Email: ehteshamullah821@gmail.com

**معاون مقالہ نگار: ڈاکٹر عرفان اللہ**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

Email: drirfankhan661@gmail.com

## Abstract

*The study explores the structural and functional dimensions of the informal institutions of pre-Islamic Arabia such as* Dar al-Nadwah, Siqāyah, Rifādah, ‘Arafah, Naqābah, Sidānah, Imārah, and other institution*. It also examines the institutional reforms introduced by the Holy Prophet (S.A.W) within these structures, along with the organizations established during the early Islamic period, both before and after the formation of the State of Madinah, which collectively laid the foundation of a comprehensive state system. By employing a comparative and ethnographic approach, the research analyses the institutional parallels between the Prophetic Era and the Pashtun tribal institutions, particularly Jirga, Mashari, Marakah, Badragah, and systems of reconciliation and public welfare. Consequently, provides a comparative and analytical study between the institutional framework in Prophetic era, including pre-Islamic informal and the institutional reforms introduced by our beloved prophet (S.A.W), and the Pashtun tribal system, including* Jirga, Mashari, Marakah, Badragah, *and mechanisms of* Sulh (reconciliation) *and* Nanawāte (seeking pardon). *It identifies both similarities and differences between the two systems, particularly in leadership, consultation (*Shura*), justice, and social welfare, emphasizing how the Prophetic model offers a timeless paradigm adaptable to tribal contexts.*

***Keywords***: Dar al-Nadwah, Siqāyah, Rifādah, ‘Arafah, Naqābah, Sidānah, Imārah, Jirga, Mashari, Marakah, Badragah, Nanawāte, Prophetic era.

### تعارف (Introduction)

ادارتی تنظیم کا لفظ جدید الاستعمال ہے لفظ ادارہ کا ذکر قرآن و حدیث میں کسی جگہ پر نہیں ہے تاہم اس کا مادہ "دَور" قرآن میں استعمال ہوا ہے جو لفظ تُدِيرُونَهَا اور تدُورُ میں ہے۔ قرآن مجید میں ہے "إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا"(1) اسی طرح دوسری آیت ہے "ينظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ"(2) ۔ محمد ابن ابی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

بکر الرازی نے صحاح میں اور ابن منظور نے لسان العرب میں اور فیروزآ بادی نے القاموس المحیط میں اگرچہ کلمہ ادارہ ذکر نہیں کیا ہے تاہم اس کے قریب کچھ الفاظ "دور" کے مادہ سے ذکر کئے ہیں۔امام دوزی نے کلمہ ادارہ ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ ماخوذ ہے "ادار السیاسة ای دبر امورها وساس الرعیة [3]" سے یعنی امور میں غور کرنا اور کسی عمل میں سعی اور کوشش کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔جدید نظم ونسق کے ماہرین نے ادارتی تنظیم کی تعریف اس طرح کی ہے "ادارتی تنظیم ان تمام کاروائیوں سے قائم ہوتی ہے جس کا مقصد عوامی فلاحی پالیسی ہو خواہ وہ اقتصادی ہو، فوجی ہو یا عدالتی [4]۔

انتظامی نظام کسی بھی تہذیب وریاست کی بقاوترقی کا بنیادی ستون ہے ایک تہذیب وریاست اس وقت پروان چڑھ سکتی ہے جب وہ ایک منظم نظام کا حامل ہو ایک معاشرہ جہاں ریاست کا تصور بھی اگرچہ نہ ہو اور وہ غیر رسمی انتظامات اور قوانین پر مشتمل ہو یہ معاشرہ بہت حد تک ترقی کے راستے پر گامزن ہو سکتا ہے اور اس بات کا ایک ثبوت سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے عصر نبوی ﷺ میں ملتی ہے جہاں قبل از اسلام عرب میں ریاست کا تصور تک نہ تھا اور وہ قبیلوں کی وحدت میں پروئے ہوئے تھے جس کے ذریعے وہ سیاسی، اقتصادی اور سماجی امور سرانجام دیتے تھے،قبیلے کے اندرونی و بیرونی معاملات کے حل کے لئے مخصوص ذمہ داریاں تقسیم کئے گئے تھے اور ایک ریاست کی طرح زندگی گزارتے تھے جیسا کہ قریش جنہوں نے حرم اور مکہ مکرمہ کے حواری ہونے کی وجہ سے حرم اور کعبہ شریف کی حفاظت ورعایت کے لئے مختلف انتظامات جیسے سدانت،سقایت،رفادت ،اور اپنے قبائلی نظم ونسق کو برقرار رکھنے کے لئے قیادت وسیادت،مشورہ کے لئے دارالندوہ کا قیام،اسی طرح تجارتی اور عسکری انتظامات وغیرہ،کو آپس میں تقسیم کیا تھا۔مکہ مکرمہ میں موجود عرب کی طرح یثرب یعنی مدینہ منورہ میں بھی یمن سے آئے آباد قحطانی عرب نے معاشرے کی تشکیل کے لئے مختلف انتظامات کئے جس نے ان کو بہت حد تک منظم رکھا تھا۔

اسلام کے ظہور کے بعد زمانہ اسلام میں دعوت و تبلیغ سے لے کر ریاستی مدینہ کی تشکیل تک متعدد منصوبہ بند اقدامات سامنے آئے، جنہوں نے عرب کی سماج اور رسوم وانتظامات کی چھان بین کرکے وحی کے سانچے میں لاکر بعض کو برقرار رکھا اور بعض کو مٹایا جن کی ابتداء مکہ مکرمہ میں دار ارقم سے لے کر مدینہ میں اسلامی معاشرت و حکمرانی کی بنیاد رکھنے والے اقدامات پر منتہی ہوئے اور قبائلی بکھرے ہوئے معاشرے کو ریاست میں تبدیل کر دیا گیا۔مکہ کی معاشرت اور مدینہ کی اسلامی معاشرت کی طرح پشتون بھی بہت پہلے سے قبائلی سسٹم میں چلے آرہے ہیں اور ان میں موجود قبائلی اضلاع ایک منظم قبائلی معاشرے کا حامل ہوتے ہوئے اپنے روایات اور عرب قبائل کی طرح غیر رسمی ادارتی ڈھانچے کے ذریعے اپنی شناخت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں جن کے سماج پر اسلام کا گہرا اثر موجود ہے اور ان کے لئے سیرت طیبہ میں رہنما اصول موجود ہیں اور بقول بعض مؤرخین تو پشتون کے اولین نسل آصف اور افغان کی اولاد پر مشتمل قبائلی علاقہ کچھ غورہ اور خراسان میں آباد ہوئے تھے جبکہ کچھ عرب میں جابسے تھے جن سے حضرت خالد بن ولیدؓ مشہور ہے جن کے ساتھ رہنے سے ان قبائل کے بودوباش میں عرب قبائل جیسے رسوم ورواجات اور قبائلی رہن سہن کا جھلک نظر آتا ہے[5]۔

**عصر نبوی ﷺ کی ادارتی تنظیم:** سیرت نبوی کی روشنی میں عصر نبوی ﷺ کی ادارتی تنظیم کو سپرد قرطاس کرنے کے متعلق دو ادوار قابل ذکر ہیں پہلا قبل از اسلام اور دوسرا بعد از اسلام۔

### قبل از اسلام ادارتی نظام:

قبل از اسلام عرب ایسے بے شمار غیر رسمی انتظامات کے حامل تھے جس نے عرب قبائل کو ایک ریاست کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور کیا تھا جس کے تمام انتظامات قبیلے کے اردگرد دکھائی دیتے ہیں اور قبیلہ ہی ان کا ایک ریاست متصور تھا جس میں موجود تمام انتظامات اور رسوم ورواجات کو قبیلے کا ہر ایک فرد بلا چوں وچرا اور بغیر پس وپیش کے تسلیم کرتے تھے ان انتظامات میں سے، قیادت وسیادت، مذہبی ادارے، عسکری ومالیاتی انتظامات وغیرہ شامل ہیں۔

### قیادت وسیادت:

ان انتظامات میں پہلا قابل ذکر قیادت وسیادت ہے قبیلے کی قیادت وسیادت کے لئے ایک سردار کا انتخاب ہوتا تھا جسے "شیخ،رئیس اور زعیم" کہا جاتا تھا جو اپنے جود وسخا، شجاعت وبہادری کی بدولت سرداری کے قابل ہوتا تھا جو قبائل کا جنگ وسِلم میں نمائندگی کرتا تھا شیخ کے ذمہ داریوں میں سے تنازعات کو حل کرنا، قبیلے کے مہمانوں اور اراکین کی مہمانوازی کرنا، پناہ لینے والوں کو پناہ دینا، ان تمام معاملات کے ذریعے قبیلے کا انتظام کرنا تھا جنگ میں صفوں کو آگے بڑھانا، ان لوگوں کی مدد کرنا جن کے پاس

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

سامان نہیں ہوتا تھاجنگ کی منصوبہ بندی کرنا،مال غنیمت کی تقسیم کی نگرانی کرنا، قبیلے کے نام پر خون کی رقم اٹھانااور قبیلے کے کسی بھی فرد کو آزاد کرناتھاان انتظامات کی وجہ سے شیخ قبائل میں اپنی عزت کے قدموں کو جماتے تھے جس کی بدولت شیخ کے لئے قبائل میں ادبی حقوق اور مادی حقوق دونوں میں ایک علیحدہ مقام ہوتا تھا۔ ادبی حقوق میں اس کی توقیر، تمام امور میں طاعت، اورانکی عزت وآبرو کی حفاظت کرنا تھامادی حقوق میں وہ تمام مادی امتیازات شامل ہیں جس نے انہیں قبیلے کے افراد میں ممتاز رکھا تھا اورمال اورمادی چیزوں میں ان کا خاص حصہ ہوتا تھا جس میں ان کے لئے" مرباع،صفایا ،نشیطةاور فضول " خاص تھے[6]۔

مرباع یعنی ربع الغنیمۃ اسلام کے بعد خمس ٹھہرا، صفایا اسلام کے بعد بھی برقرار تھا آپ ﷺ نے صفیہ بنت حییؓ اور ذوالفقار کو مال غنیمت کے صفایا حصے میں لیے تھے[7]۔

قبائلی سردار جنگ وسِلم میں مجالس اور کونسل منعقد کرتے تھے جس میں قبائلی سردار کے علاوہ قبائل کے چھوٹے چھوٹے "سراۃ(سردار)"قبائل کے نمائندگی کرتے تھے جو شیخ کی ایک سپریم باڈی اور کابینہ ہوا کرتی تھی قبائلی سرداراور سپریم باڈی کے علاوہ ہم قبائل کے سیاسی امور میں ایک قیادت " عرافہ اور نقابہ "کا دیکھتے ہیں۔

**عرافہ ونقابہ:** عریف ایک چھوٹے حلقے کا نمائندہ ہوتا تھا ہر قبیلہ میں کسی خاص جماعت پر عریف مقرر ہوتا تھا خاص طور پر قبیلہ میں سے تجربہ کار ذہین شخص کو عریف القوم کہاجاتا تھا جو نہ صرف اپنے حلقے کے لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کرتا بلکہ دیگر جماعتوں اور قبائل کے ساتھ تعلقات اور معاملات میں اپنے حلقے کے حقوق کی حفاظت کرتا۔ علامہ آلوسی نے عریف کی کی تعریف اس طرح کی ہے۔"هو القيم بامر القبيلة والمحلة يلى امورهم ويتعرف الامير منه احوالهم[8]"

ترجمہ:"عریف قبیلہ یاجماعت کا ذمہ دار ہوتا ہے جن لوگوں کی قیادت کرتا ہے ان کے تمام حالات سے باخبر رہتا ہے"۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے عریف کی تعریف اس طرح کی ہے۔

ای عریف، ای ولیت سیاستهم وحفظ امورهم وهو القيم بامور طائفة من الناس[9]

(جو کسی جماعت کے امور پر نگہبان ہو، عریف، کہاجاتا ہے یعنی ان کی سیاست میں سرپرست اور امور میں محافظ ) عرفاء کا تصور اسلام کے بعد بھی برقرار تھا نبی کریم ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں کا معاملہ ان کے عرفاء کے سپرد کیا تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے "ان رسول الله ﷺقال حين اذن لهم المسلمون فی عتق سبیی هوازن فقال انی لا ادری من اذن فيكم ممن لم ياذن فارجعوا حتى يرفع الينا عرفاءكم امركم فرجع الناس فكلمهم عرفاءهم فرجعو االی رسول الله ﷺفاخبروه ان الناس قد طيبوا واذنوا[10]"

"ترجمہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مسلمانوں نے قبیلہ ھوازن کے قیدیوں کو اجازت دی مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے تمہارے بارے میں مجھے تمہارے عرفاء فیصلہ دیں گے چنانچہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے ذمہ داروں نے ان سے بات کی اور پھر آکر آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ لوگوں نے دلی خوشی سے اجازت دی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارہ عہد نبوی میں بھی برقرار تھا"۔

دوسرا سیاسی ومعاشرتی ادارہ نقابہ ہے اس میں عرافہ کی نسبت زیادہ حلقے کی نمائندگی ہوتی تھی[11]۔ امام زجاج کہتے ہیں کہ اسے نقیب اس وجہ سے کہتے ہیں " لانه ينقب عن احوالهم كماينقب عن الاسرار[12]

"اس کو نقیب اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کے احوال اور اسرار کے پیچھے نقب (سراغ) لگاتے ہیں"۔ نقابہ عرب سے قبل بنی اسرائیل میں بھی تھا قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے نقیبوں سے عہد کا ذکر ملتا ہے۔

"ولقد اخذالله ميثاق بنى اسرائيل وبعثنا منهم اثنى عشر نقيبا[13]"

ترجمہ:"اور یقینا اللہ تعالی نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا، اور ہم نے ان میں سے بارہ نگران مقرر کئے تھے۔

حضرت موسی علیہ السلام نے ان نقیبوں کو مذہبی فرائض اور سیاسی فرائض دئے تھے جس کو قاضی شوکانی نے یوں بیان کیا ہے۔

"انهم بعثوا أمنا على الاطلاع على الجبارين والنظر فی قوتهم وامتعتهم فساروا ليخبروا حال من بهاويخبر بذلك[14]"

" انہیں عمالقہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے ان کی قوت طاقت اور دفاعی صلاحیتوں کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا گیا تھا تاکہ تمام حالات سے موسی علیہ السلام کو باخبر کرے"۔ نقابہ اسلام آنے کے بعد بھی برقرار تھا بیعت عقبہ کے موقع پر آپ ﷺ نے انصار کو اپنے اندر بارہ نقیب بنانے کا کہا تھا۔

"اخرجى منكم اثنى عشر نقيبا ليكونوا على قومهم بما فيهم فاخرجوا منهم عشر نقيبا، تسعة من الخزرج وثلاثة من الاوس[15]"

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"ترجمہ: تم لوگ اپنے میں سے بارہ افراد پیش کروگے جو اپنے قبیلوں اور قوموں میں نقیب کے فرائض سرانجام دیں گے تاکہ ان میں باہمی اختلاف کی صورت میں یہ لوگ حکم ہوں، انہوں نے بارہ افراد کا انتخاب کیا نو خزرج میں سے تھے اور تین اوس سے۔" جن میں سے مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی تھے۔

**مذہبی انتظامات:**

مذہبی انتظامات کو سپرد قرطاس کرنے کے لئے مکہ مکرمہ میں دو اہم شخصیات کے کارنامے قابل ذکر ہیں قصی بن کلاب اور ہاشم بن عبد مناف۔

قصی بن کلاب وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قریش کے قبائل کو وادیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے جمع کیا اور ارض مکہ کو اپنے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور رفتہ رفتہ قبائل آباد ہونے لگے عرب لوگ پہلے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے عمارتیں نہیں بناتے تھے اور وہ دن میں مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوتے تھے چنانچہ قصی بن کلاب نے لوگوں کو جمع کیا اور مکان بنانے کی اجازت دے دی[16]۔ بغیض بن عام، بنو تمیم، بنو محارب رفتہ رفتہ مکہ مکرمہ کے مضافات میں آباد ہونے لگے اس لئے انہیں قریش الظواہر کہا جاتا ہے اور باقی قبائل بطحاء مکہ میں آباد ہونے لگے جسے قریش البطح کہا جاتا تھا اس لئے قص بن کلاب کو مُجمع (جمع کرنے والا) کہا جاتا ہے[17]۔ قصی بن کلاب نے سرداری کے منصب پر فائز ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں حکومت اور نظم ونسق کو چلانے کے لئے ایک دار المشورہ قائم کیا جسے "**دارالندوۃ**"[18] کہا جاتا تھا۔

**دار الندوہ:**

دارالندوہ مکہ مکرمہ میں ایک پارلیمنٹ کی حیثیت رکھتا تھا جہاں قبائل اہم امور میں باہمی مشورے کرتے تھے یہاں تک کہ نکاح، مہتم امور میں فیصلے اور جنگ کے لئے علم اٹھانا اور اقدامات کرنا یہ دارالندوۃ سے ہوتے تھے اسی طرح قریش کے تجارتی قافلے دارالندوہ سے روانہ ہوتے تھے اور جب واپس آتے تو اس کے صحن میں قافلے اترتے۔ دارالندوہ میں صرف قبائل کے سادات، اہل الرءی والمشورہ نگرانی کرتے تھے اور ان کے مجالس میں چالیس سال کے عمر کا شخص شرکت کرتا تھا جو مختلف قبائل اور عشائر کی نمائندگی کرتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں یہ انتظامی طرز عمل مشاورت کی شکل اختیار کر گیا جو کہ رائے، عقل اور ہنر کے لوگوں کے ذریعے انجام دیا جاتا اور بنو اسد اس کام کے نگران بن گئے اگر مکہ کے کچھ لوگ کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو وہ یزید بن زمعہ، بنی اسد سے مشورہ لیتے تھے[19]۔

مذہبی انتظامات کو قصی بن کلاب نے قریش قبائل کے پیٹ اور رانوں کے درمیان تقسیم کئے۔ جس میں سے اہم امور یہ ہیں:

"**الرفادۃ**" یعنی زائرین حج کی خدمت کرنا۔ قصی بن کلاب نے اسے قریش پر عائد کیا تھا جو وہ اپنے مال سے نکال کر اس پر حجاج کرام کی مہمان نوازی کرتے تھے خاص کر عرفات اور منی کے ایام میں۔ یہ انتظام قبائل میں سے بنو ہاشم اور ہاشم میں سے امیر لوگ کرتے تھے کیونکہ اس میں مال و دولت خرچ ہوتا تھا اس لئے اس کو مطلب بن ہاشم نے فرض کیا تھا اور اس کے بعد عبد المطلب نے اور پھر اس کے نسل سے ہوتے ہوئے حضرت عباس بن عبد المطلب تک، حضرت عباسؓ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے اسے اس انتظام پر برقرار رکھا[20]۔

"**السقایہ** "یعنی پلانا۔ اہل مکہ حجاج کرام کو پانی پلاتے تھے مکہ مکرمہ میں پانی کی قلت کی وجہ سے ہاشم نے مکہ مکرمہ میں کنواں کھودا جس طرح قصی نے ان سے پہلے کیا تھا۔ آب زمزم کے کنویں کے دفن ہونے کے بعد پانی پلانے کا انتظام چمڑے سے بنے ہوئے ایک حوض سے کیا جاتا تھا چمڑے کا یہ تالاب کعبہ کے صحن میں رکھا گیا تھا اور مختلف جگہوں سے میٹھے پانی کے کنوؤں سے اونٹوں پر پانی لایا جاتا تھا اور اس میں کھجور اور کشمش ڈالی جاتی تھے تاکہ اس کی نمکیات کو ختم کیا جاسکے[21]۔ ہاشم کے وفات کے بعد یہ انتظام عبد المطلب کرتے تھے۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب نے حاجیوں کو میٹھا پانی مہیا کیا تھا اور پھر اس نے زمزم کا کنواں کھود کر اسی سے پانی پلاتا تھا اور اس میں کشمش ڈالتا[22]۔

"**سدانة**" یعنی بیت اللہ کی رعایت کرنا اور خیال رکھنا۔ بیت اللہ کی نگرانی اور تولیت بنی عثمان جو بنی عبدار سے تھے، کے ذمہ تھی اور پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹھے عبد العزی بن عثمان اور اس کے مرنے کے بعد ابو طلحہ یعنی عبد اللہ بن عبد العزی کے ذمہ تھے یہاں تک کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

عثمان بن ابی طلحہ کو برقرار رکھا اور یہ وظیفہ تاحال عثمان بن ابی طلحہ کے خاندان کے پاس ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اسے کہا تھا "هاك مفتاحك يا عثمان اليوم يوم بر ووفاء" (اپنے چابی لے لو عثمان آج نیکی اور پورا کرنے کا دن ہے)۔

"**عمارة**" اسی طرح عمارہ بھی مفاخر قریش میں سے تھا مسجد الحرام میں لوگوں کو برے باتوں سے اور برے کاموں سے روکے رکھنا ان کی ذمہ داری تھی اس ادارے کو عباس اور شیبہ ابن عثمان چلاتے تھے۔[23]

مکہ مکرمہ میں قریش کے یہ دینی وظائف ان کو یہ لوگ بہت ہی فخر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جیسا کہ قرآن مجید اس بات پر ناطق ہے" أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ ٱلْحَآجِّ وَعِمَارَةَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ كَمَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَجَٰهَدَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُۥنَ عِندَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ[24]"

ترجمہ: "(کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے (اعمال کے) برابر سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ہے، اور جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے۔ اللہ کے نزدیک یہ برابر نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ ظالموں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا)"۔

"**الافاضه**" قریش اپنے آپ کو حمس (شدت فی الامور) کہنے کی وجہ سے عرفات میں قیام نہیں کرتے تھے اور باقاعدہ طریقے سے مزدلفہ سے ہی روانگی کرتے تھے جس کو افاضہ کہا جاتا تھا یہ افاضہ ایام حج میں مزدلفہ سے رخصتی کا ادارہ تھا اور یہ ادارۃ بنی عدنان کے پاس تھا۔ مزدلفہ سے بنی عدنان کے لوگ سب سے پہلے اٹھتے تھے یہ ادارہ ان میں پشت درپشت چلا آرہا تھا چنانچہ جب زمانہ اسلام آیا تو یہ ادارہ ابو سیارہ عمیلۃ بن الاعزل کے ساتھ تھا جو اسلام کے بعد ختم ہوا[25]۔

"**الایسار**" یہ ادارہ ھبل کے سامنے تیر مارنے کا تھا بتوں کے نام پر مال جس کو "اموال المحجرہ" کہا جاتا تھا، جمع کیا جاتا تھا اور ازلام کے ذریعے حصوں کو تقسیم کیا جاتا تھا اسی طرح یہ تیر غیب دانی کے لئے بھی استعمال ہوتے تھے[26]۔ معبودوں کے نام پر مال جمع کرنے کی ذمہ داری حارث بن قیس، بنی سہم سے اور صفوان بن امیہ، بنی جمح سے اٹھاتے تھے۔ اسلام نے اس ادارے کو باطل قرار دیا ہے قرآن مجید میں ازلام کو شیطن کا عمل قرار دیا گیا ہے قرآن مجید میں ہے

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[27]"

"اے ایمان والو! شراب، جوا اور بتوں کے تھان اور جوے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

"**صوفه**" صوفہ بھی ایک ادارہ تھا جس کے نگران بنی جرہم تھے یہ لوگ ایام حج میں حجاج کو عرفات سے منیٰ کی طرف اتروانے پر مامور تھے بعض کہتے ہیں کہ قصی نے ان کے ساتھ لڑ کر ان سے یہ ادارہ چھین لیا جبکہ بعض کے نزدیک یہ آخر تک انہی کے پاس تھا۔ جرہم کے بعد جب ادارے تقسیم ہونے لگے تو یہ ادارہ بنی تمیم کے حوالہ ہوا۔

"**النسيء**" نسیء کی معنی ہے تاخیر۔ یہ ایک عجیب وغریب ادارہ تھا جو بنی کنانہ کے پاس تھا جو مہینوں کو الٹتے پلٹتے تھے[28]۔ یہ ادارہ کنانہ کے بعد بنو ثعلبہ بن حارث بن مالک کے ساتھ رہا اسے القلامسہ بھی کہا جاتا ہے قلمس یعنی اس ادارے کا رہنما کھڑا ہو جاتا تھا اور ان سے کہا جاتا کہ مؤخر کر دو محرم کو پس وہ محرم کو مؤخر کر دیتا تھا جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ حرمت والے مہینوں سے جنگ کی طرف راہ نکالنے کے لئے حرمت کو اٹھایا جائے اور عارضی طور پر کسی دوسرے مہینے کو حرمت والا قرار دیا جائے[29]۔ قرآن مجید نے اس تاخیر کو کفر میں زیادت قرار دیا ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" إِنَّمَا ٱلنَّسِىٓءُ زِيَادَةٌ فِى ٱلْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يُحِلُّونَهُۥ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُۥ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔواْ عِدَّةَ مَا حَرَّمَ ٱللَّهُ فَيُحِلُّواْ مَا حَرَّمَ ٱللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ أَعْمَٰلِهِمْ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ[30]"

"اور یہ نسیء (مہینوں کو آگے پیچھے کر دینا) تو کفر میں ایک مزید اضافہ ہے جس کے ذریعے کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس عمل کو ایک سال حلال کر دیتے ہیں، اور ایک سال حرام قرار دیتے ہیں، تاکہ اللہ نے جو مہینے حرام کیے ہیں ان کی بس گنتی پوری کر لیں اور جو بات اللہ نے حرام قرار دی تھی اسے حلال سمجھ لیں۔ ان کی بد عملی ان کی نگاہ میں خوشنما بنا دی گئی ہے، اور اللہ ایسے کافروں لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا"۔

**عسکری انتظامات:**

عسکری انتظامات میں سے "**الربيئة**" یعنی حفاظت کرنے والا، جس کا کام دشمن کی حرکات پر نظر رکھنا تھا تاکہ وہ غفلت میں حملہ آور نہ ہو جائے[31]۔

"الفارس "یعنی شاہسوار، وہ ہوتا جس پر جنگ کا نتیجہ یعنی ظفر یا شکست منحصر ہوتا تھا[32]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

"حامل الرئیۃ" یعنی علم اٹھانے والا، جس کے سائے تلے وہ لڑتے تھے جیسے انتظامات شامل ہیں۔ مکہ کی دفاع کے لئے رضا کارانہ طور پر ایک جماعت موجود تھا جسے احابیش (قبائل عربیہ کنانہ اور خزیمہ کے نسل سے تھے) کہا جاتا تھا ان لوگوں نے قریش کے ساتھ معاہدہ کیا تھا جنہوں نے رکن یمانی کے ساتھ اللہ کی ذات، حرمت بیت اللہ، مقام ابراہیم، رکن یمانی اور اشہر حرم کا قسم کھایا کہ مخلوق کی مدد کریں گے یہاں تک کہ اللہ تمام زمین اور اس میں موجود چیزوں کا وارث بن جائے جسے "حلف الآ حابیش" کہا جاتا ہے[33]۔ اہل مکہ نے حرب کے لئے مستعد رہنے کے لئے بہت سے انتظامات کئے تھے لشکر کی اجتماع کے لئے، اور علم اٹھانے اور فرسان کی قیادت کے لئے مثلاً قبّہ اور اعنّۃ وغیرہ۔

"قبّة واعنّة" قبۃ ایک خیمہ ہوتا تھا جو لشکر کے لئے جنگ کے وقت تیار کیا جاتا تھا اور اس میں تمام جنگی آلات جمع کئے جاتے۔ اس کا انتظام بنی مخزوم کرتے تھے اور اسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چلاتے تھے[34]۔ مکہ مکرمہ والوں کے لئے اسلحہ جمع کرنے کا کام عبد اللہ بن جدعان کے ذمہ تھا۔ اسی طرح "اعنۃ"، یہ اعنۃ الخیل سے ماخوذ ہے جو گھوڑوں کی مدد کو کہتے ہیں اور اس کا مالک قریش کے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتا تھا اور جنگ میں اس کا انتظام کرتا تھا[35]۔ قبائل عرب چونکہ خانہ بدوش ہونے کی وجہ سے پانی اور چراگاہ کی تلاش اس کی اہم ضرورت تھی اور جہاں کلا (سبزہ) اور پانی ہوتی تھی وہاں پڑھاؤ ڈالتے، چراگاہ کی تلاش کے لئے ہر قبیلے سے ایک **"رائد"** ہوتا تھا جس کی ذمہ داری پانی اور مویشیوں کے لئے چراگاہ کی تلاش ہوتی تھی۔

**سزا کا قانون:**

عرب معاشرت میں سزاؤں کا بھی ایک قانونی نظام تھا اور جنایت کی صورت میں وہ مختلف سزائیں دیتے تھے مثلاً **"خلع و تغریب"** یہ ان لوگوں کے لئے تھی جو بڑے جرائم کا ارتکاب کرتے مثلاً قتل، سرقہ، خیانت وغیرہ۔

قبیلے کے انتظام میں شعراء، عرافون، اور کاہنوں کا بھی بہت کردار تھا۔ شاعر اپنے قبیلے کے سائدین اور بہادر لوگوں کی حماسہ، ان کی وفات پر مرثیہ خوانی کرنے اور حالت جنگ میں بہادری کا نقشہ کھینچنے سے قبیلے کے افراد میں حِماسہ اور بہادری پیدا کرتے تھے۔[36]

**مالیاتی انتظام :**

مکہ چونکہ وادی غیر ذی ذرع میں واقع ہے اسلئے اس وقت اہل مکہ کی معیشت کا انحصار تجارت پر تھا ابتداء میں ان کی تجارت مکہ سے آگے تجاوز نہیں کر سکی تجار سامان تجارت کو مکہ لاکر فروخت کرتے تھے یہاں تک کہ ہاشم بن عبد مناف تجارت کے لئے شام میں قیصر کے پاس گئے اور وہاں اپنے کرم وسخا کا مظاہرہ کیا جو انہوں نے ان کے بارے میں پہلے سے بھی سنا تھا ہاشم کی عقلمندی اور جود وسخا کو دیکھ کر ہاشم قیصر کے قریب ہو گیا اور انہوں نے قیصر سے ایک خط لکھوانے کا کہا کہ وہ مکہ کی تجارت کو محفوظ بنائے گا[37]۔ مصادر ومراجع اس بات پر ناطق ہیں کہ ہاشم ہی وہ پہلا شخص ہے جنہوں نے شام کی طرف ایلاف کیا تھا پھر مطلب نے یمن کی طرف، عبد شمس نے حبشہ کی طرف اور نوفل نے عراق کی طرف کیا اور اسی طرح مکہ مکرمہ بین لاقوامی تجارت کا مرکز بن گیا جن میں تمام مذکورہ ممالک نے حصہ لیا[38]۔

**سفارتی انتظامات:**

عرب اپنی تجارت اور امن بر قرار رکھنے کے لئے اپنے نواحی اور اطرافی ممالک کے ساتھ مظبوط سفارتی تعلقات رکھتے تھے جس کی ایک مثال ایلاف ہے اِنہی سفارتی تعلقات کی بدولت اہل مکہ تجارتی سفر کرتے تھے۔ سفارتی تعلقات میں قابل ذکر سفارت کاری اور محکمہ برید ہے خارجی امور کے لئے سفیر بھیجنا بنی عدی کے لئے خاص تھا جو حضرت عمر فاروقؓ کا خاندان تھا قریش عمر فاروقؓ کو بطور سفیر بھیجتے تھے جس کی سفارت کاری امن اور جنگ دونوں میں قبول تھی[39]۔

**عدالتی انتظامات:**

مالیاتی نظام کے حوالے سے چونکہ مکہ مکرمہ بین الاقوامی تجارت اور مذہبی مرکز ہونے کی وجہ سے اس میں موسم حج اور بازاروں میں فیصلوں کے لئے قضاۃ ہوتے تھے عامر بن ظرب بازاروں میں اور موسم حج میں محاکے کرتے تھے اور عامر کے بعد قضاۃ بنی تمیم سے ہوا کرتے تھے جس جس پر تیمی شعراء اپنے قصائد میں فخر کرتے تھے۔ "ابن حبیب نے تمیم کے تمام قضاۃ کو بیان کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ آخری قاضی سفیان ابن مشاجع تھا"[40]۔

**یثرب میں ادارتی تنظیم:**

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 2 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

مکہ مکرمہ کی طرح اسلام سے قبل یثرب میں بھی بعض ایسے ادارے اور انتظامات موجود تھے جس نے انہیں سیاسی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے مضبوط رکھا تھا گرچہ مصادر ومراجع میں یثرب کے انتظامات کا ذکر مکہ مکرمہ کی بنسبت قلیل ہے۔ مصادر ومراجع اس بات پر ناطق ہیں کہ یثرب میں سب سے پہلے آباد ہونے والی قوم عمالقہ تھی عمالقہ پر یہودیوں نے غلبہ پا کر یثرب میں آباد ہونے لگے اور یمن میں سیل العرم (سد مآرب) کے ٹوٹنے کے بعد عرب کے قبیلے اوس اور خزرج (قحطانی عرب) یمن سے مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ آباد ہوئے(41)۔

**قیادت:** اوس وخزرج قبائل کی قیادت کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرح ان پر ایک سائد کی حکمرانی نہیں رہی ہے شاید اوس اور خزرج کے درمیان باہمی خلفشار ہی باہمی قیادت پر ہوتا تھا اور کوئی دوسرے کے ماتحت اور زیر ہونے کے لئے تیار نہیں تھا عرصہ دراز تنازع کے بعد قبل از اسلام آخری دور میں اس کے لوگوں نے حکمرانی اور نظم ونسق کو ایک مشترکہ فارمولے تک پہنچنے کی کوشش کی کہ یثرب پر ایک سال اوس سے حکمران ہوگا اور دوسرے سال خزرج سے اور اس طرح حکمرانی باری باری ہوگی چنانچہ ابتداء میں انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عبد اللہ ابن سلول ہمارا بادشاہ ہوگا۔

یثرب میں مکہ مکرمہ کے رئیسوں کی طرح خاص حجروں (جسے مکہ مکرمہ میں بیت رئیس القبیلہ کہا جاتا تھا) مصادر ومراجع میں کوئی خاص ذکر نہیں ہے تاہم بعض مصادر اس بات کی طرف رمز اور اشارہ کرتی ہیں کہ قبیلے کے وجیہ اور معزز لوگوں کے لئے خاص حجرے ہوتے تھے جس میں وہ مشورہ کرتے تھے جسے "سقیفہ" کہا جاتا تھا جیسے سقیفہ بنی ساعدہ جہاں خزرج کے لوگ مشورہ کرتے تھے۔

**مالیاتی نظام:**

مدینہ منورہ میں مالیاتی نظام یہودیوں کے دست میں تھا کیونکہ یہود یثرب میں اس کی زرخیزگی کی وجہ سے ہی آباد ہوئے تھے یہود نے مدینہ منورہ میں باغبانی اور کھیتی باڑی شروع کی، پینے اور آبپاشی کے لئے کنویں کھودیں کھجور کے باغات لگائے، ہل چلانے اور کاشت کاری کے نئے طریقے متعارف کرائے۔ یہودیوں کے ساتھ ساتھ اوس وخزرج نے اس زراعت کو کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا یہاں تک کے اوس وخزرج گھاٹیوں میں نازل ہونے لگے اور وہاں باغات لگائے، باغات میں کنویں کھودے گئے اور اردگرد حفاظت کے لئے باڑ لگائے گئے۔ صنعت وحرفت میں یہود بہت آگے تھے بنو قینقاع کے یہود رنگ سازی، لوہاری اور نجی کاموں میں سرگرم تھے، ہتھیاروں کی تیاری کا عمل یہود اور عرب دونوں کرتے تھے، ٹیکسٹائل کی صنعت خواتین کے ذریعے چلائی جاتی تھی، خیاطت ودباغت کا کام لوگ بہت ہنرمندی سے کرتے تھے اس کے علاوہ گھر اور اینٹیں بنانے والے معمار اور وہ کاریگر جو گھریلو برتن اور اوزار بناتے تھے۔ اہل یثرب مکہ والوں کی طرح تجارت میں مشہور نہیں تھے، پھر بھی وہ تجارتی قافلوں کے ساتھ شام وغیرہ کی طرف ہجرت کرتے تھے اور مکہ مکرمہ کے قافلوں کے ساتھ معاملات کرتے تھے اور عرب کے مشہور بازار عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز میں اشیاء بھیجتے اور خریدتے تھے اور عطر، شراب اور زیتون کو درآمد کرتے تھے(42)۔

**عسکری انتظامات:**

عسکری انتظامات میں یہود اور عرب قبائل نے حصن وحفاظت کے لئے مضبوط قلعے تعمیر کئے تھے جہاں یہودی اثمار اور اموال کی حفاظت کرتے تھے جس میں اشہر کعب بن مالک کا قلعہ تھا اسی طرح عرب قبائل اوس وخزرج کے پاس بہت سے قلعے تھے اور باہمی جنگوں میں اس میں پناہ لیتے تھے عسکری انتظامات میں اہل یثرب عمدہ ذرّے، خنجر اور تیر بناتے تھے۔

**بعد از اسلام ادارتی انتظام:**

فاران کی چوٹھی سے توحید کی سورج کے منور ہونے کے بعد آپ ﷺ کا ہر قدم انتظامی حکمت عملی سے خالی نہیں ہوتا تھا جس کا ہر ایک قدم مکی دور میں ہو یا مدنی، الگ تحقیق کا متقاضی ہے مکی دور میں انتظامات دعوت اسلام ہی کی حد تک محدود تھے جبکہ مدنی دور میں ریاست کے قیام کے بعد تمام انتظامات ریاست مدینہ کے گرد گھومتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

**دعوت اسلامی کا انتظام:**

مکی دور میں اسلام پھیلانے کے لئے سرکار دوعالم ﷺ نے دو قسم کی دعوتوں کا آغاز کیا دعوت سری اور جہری۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ابتدائی مرحلے میں دعوت کا دائرہ خفیہ رکھا گیا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت اپنے قریبی لوگوں تک محدود رکھی جن میں حضرت خدیجہؓ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ شامل تھے۔ خفیہ دعوت کے لئے ایک محفوظ اور مناسب جگہ کی ضرورت تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے دارِ ارقم کا انتخاب فرمایا۔ یہ گھر صفا کے قریب دار الندوہ کے مقابل تھا، اور قریش کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ ارقمؓ ایمان لا چکے ہیں۔ بنی مخزوم اور بنی ہاشم کی پرانی دشمنی نیز اس گھر کی جگہ ایسے عوامل تھے جن کی وجہ سے قریش کو کبھی گمان نہ ہو تا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ اسی گھر میں اپنے ساتھیوں کو اسلام سکھارہے ہیں۔ اس طرح تین سال تک خفیہ دعوت جاری رہی اور دار ارقم اسلام کا پہلا مرکزِ تعلیم بنا۔ تین سال بعد آیت "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ[43] نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صفا پر قریش کو علانیہ دعوت دی۔ اس مرحلے کے ساتھ ہی مخالفت تیز ہو گئی اور مسلمانوں پر ظلم بڑھ گیا۔ اس دوران آپ ﷺ نے کمزور مؤمنین کی عملی مدد کی، غلاموں کو آزاد کرایا اور صحابہؓ کی حفاظت کے انتظامات کیے۔ کفار کے ظلم بڑھنے پر نبی کریم ﷺ نے حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا اور مسلمانوں کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کا فیصلہ کیا۔ نجاشی کی عدالت و انصاف پر اعتماد کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اسے مسلمانوں کا امان دینے کا خط لکھا۔ اس ہجرت سے اسلام کی آواز بیرونی قبائل تک پہنچی اور قریش کی ساکھ کمزور ہوئی۔ حبشہ کی ہجرت ناکام بنانے میں ناکامی کے بعد قریش نے مسلمانوں اور بنی ہاشم کے ساتھ مکمل سماجی و معاشی بائیکاٹ کیا اور تین سال تک انہیں شعبِ ابی طالب میں محصور رکھا۔ رشتہ داری اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر قریش کے چند معزز لوگ آگے آئے اور اس ظالمانہ معاہدے کو ختم کرانے میں کامیاب ہوئے۔ محاصرہ ختم ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے موسم حج میں مختلف عرب قبائل کو ان کی قوت، اثر و رسوخ اور سماجی ساخت دیکھ کر دعوت کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا۔ آپ ﷺ قبائل سے ان کی تعداد، جنگی قوت اور باہمی نظم کے بارے میں پوچھتے تاکہ یہ طے ہو سکے کہ کون سا قبیلہ اسلام کی عملی مدد کا اہل ہو سکتا ہے۔ اسی سلسلے میں آپ ﷺ پہلے طائف گئے جہاں ثقیف و ہوازن جیسے طاقتور قبائل آباد تھے۔ انہی دنوں خزرج کے چند حج کے لئے آئے ہوئے افراد اسلام سے متاثر ہوئے اور اگلے سال بارہ افراد نے مکہ آکر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر پہلی بیعتِ عقبہ کی۔ انہوں نے درخواست کی کہ انہیں کوئی معلم بھیجا جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے مصعب بن عمیرؓ کو یثرب بھیجا تاکہ وہ قرآن پڑھائیں، دین سکھائیں اور وہاں کے حالات سے آپ ﷺ کو آگاہ رکھیں۔ مصعب بن عمیرؓ نے یثرب میں ایک سال قیام کیا، دعوت کو منظم کیا، نمازِ جمعہ قائم کی، اور ایسی مضبوط دینی بنیاد رکھی کہ اگلے سال مؤمنین کی ایک بڑی تعداد نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے تیار ہو گئی۔ یہی گروہ دوسری بیعتِ عقبہ کے لیے منیٰ پہنچا۔ دوسری بیعتِ عقبہ نہایت راز داری اور حکمت کے ساتھ ہوئی۔ رات کے تیسرے حصے میں منیٰ کی گھاٹی میں خفیہ ملاقات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے راستوں پر حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ کو پہرہ دار بنا کر حفاظت کا مضبوط انتظام کیا اس ملاقات میں انصار نے آپ ﷺ کی نصرت، مدد اور حفاظت کا وعدہ کیا۔ بیعت کے فوراً بعد نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کی مثال دیتے ہوئے بارہ نقیب مقرر کروائے۔ نو خزرج سے اور تین اوس سے اور اسعد بن زرارہ کو سب کا امیر نقیب بنایا۔ ان نقباء کو اپنی قوم کا ضامن اور نگران قرار دیا گیا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَنْتُمْ كُفَلَاءُ عَلَى قَوْمِكُمْ وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي[44]۔ اس طرح یثرب میں اسلامی نظم و نسق کے قیام کی باضابطہ، منظم اور مضبوط بنیاد رکھ دی گئی۔

**میثاق مدینہ اور ریاست مدینہ کی قیادت:**

مدینہ مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے مہاجرین کی رہائش کا انتظام فرمایا۔ مختلف مہاجر صحابہؓ کے لئے جگہیں مقرر کی گئیں اور انصار نے بے مثال ایثار کے ساتھ اپنی زمینیں، گھر اور وسائل ہبہ کیے۔ جن کے پاس کوئی جگہ نہ تھی ان کے لئے مسجد کے پچھلے حصے میں صفہ قائم کی گئی جہاں فقراء مہاجرین رہائش اور مشکاۃ نبوت سے تعلیم حاصل کرتے تھے ضرورت کے وقت عسکری خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اس کے بعد مہاجرین و انصار کے درمیان مؤاخات قائم کی گئی جس نے دونوں گروہوں کو ایک خاندان بنا دیا، مہاجرین کی بے سروسامانی دور ہوئی اور انصار نے اپنے مال، باغات اور حتیٰ کہ اہلِ خانہ تک میں ایثار کا مظاہرہ کیا۔ تیسرے مرحلے میں آپ ﷺ نے یثرب کے مہاجرین، انصار اور یہود کے درمیان امن و نظم کے قیام کے لئے ایک تحریری معاہدہ مرتب فرمایا جسے میثاقِ مدینہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے نے مدینہ کو ایک متحد، منظم اور با اختیار ریاستی وحدت میں بدل دیا، جاہلی خلفشار ختم کیا، داخلی و خارجی خود مختاری کا اصول قائم کیا، اور جنگ و صلح کو ریاستی قیادت کے فیصلے سے مشروط کر کے پورے معاشرے کے لئے امن، حقوق اور ذمہ داریوں کا واضح نظام فراہم کیا۔ قبائلی بکھرے ہوئے معاشرے کو ریاست میں تبدیل کیا شیخ

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

رئیس وغیرہ کا تصور ریاست مدینہ میں ختم ہوا اور ایک جامع قیادت رونما ہوئی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے قیادت کا لگام ہاتھ میں تھام لیا اور آس پاس قبائل میں عرافہ اور نقابہ کے ساتھ قیادت کو متصور کیا جو قبائل آتے تھے اس میں سے ایک سردار کا انتخاب کر کے اس کی اطاعت پر زور دیتے تھے۔

**تعلیمی انتظام:** مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ریاست کو منظم کرنے کے لئے سب سے پہلے علمی و تعلیمی ڈھانچے کی مضبوط بنیاد رکھی۔ وحی لکھنے کے لئے متعدد کاتبین مقرر کیے گئے جن میں زید بن ثابتؓ، ابی بن کعبؓ، عبداللہ بن ابی سرحؓ، خالد بن سعیدؓ اور فتح مکہ کے بعد حضرت معاویہؓ نمایاں تھے۔ بادشاہوں اور قبائل کے لیے خطوط و مراسلات لکھنے کی ذمہ داری عبداللہ بن ارقمؓ کے سپرد تھی جو خطوط لکھتے، رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرتے، مہر لگاتے اور حفاظت کرتے تھے۔ زید بن ثابتؓ فارسی، رومی، سریانی، حبشی اور عبرانی زبانوں کے ترجمان بھی تھے اور مختلف زبانوں میں خطوط لکھتے اور ترجمہ کرتے تھے۔ متعدد دیگر صحابہ بھی معاہدات، مالیات اور انتظامی تحریروں میں خدمات انجام دیتے تھے۔ صحابہ کی عدم موجودگی میں حنظلہ بن ربیعؓ کو بوقتِ ضرورت لکھنے پر مامور کیا گیا۔ اس دور میں تحریر کے لئے، خشک خطاطی، اور نسخی و مقور خط استعمال ہوتے تھے۔ تعلیم کے لیے معلمین مقرر کیے گئے۔ سب سے پہلے مصعب بن عمیرؓ یثرب میں معلم بنا کر بھیجے گئے، پھر غزوۂ بدر کے بعد قیدیوں کو انصار کے بچوں کو تعلیم دینے کے بدلے آزاد کیا گیا۔ عبادہ بن صامتؓ، سعید بن العاصؓ اور دیگر صحابہ مختلف مقامات پر تعلیم دیتے تھے، جبکہ عورتوں کی تعلیم کے لیے بھی خصوصی انتظام ہوا اور شفاء بنت عبداللہؓ، عائشہؓ، ام درداءؓ، ام سلیمؓ سمیت متعدد خواتین معلمات تھیں۔ قبائل اور شہروں کی طرف بھی معلمین بھیجے گئے جیسے عاصم بن ثابتؓ، معاذ بن جبلؓ، ابو ہریرہؓ اور علاء بن حضرمیؓ۔ تعلیم کی بنیادی جگہ مسجد نبوی، صفہ، دار مخرمہ اور یہودی مدارس تھے جہاں قرآن و شریعت کی تعلیم ہوتی تھی[45]۔

**سفارتی انتظام:** ریاستِ مدینہ کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اعلیٰ حکمت عملی کے ساتھ سفارت کاری کو منظم کیا۔ مختلف بادشاہوں اور قبائل کی طرف سفراء بھیجے گئے جن میں دحیہ کلبیؓ قیصر روم، عبداللہ بن حذافہؓ کسریٰ، حاطب بن ابی بلتعہؓ مقوقس، عمرو بن العاصؓ عمان، اور عمر بن امیہؓ نجاشی کی طرف بھیجے گئے۔ سفیر کے انتخاب میں ذہانت، حسنِ اخلاق، فصاحت اور وجاہت کو معیار بنایا گیا۔ وفود کے استقبال کے لیے آپ ﷺ بنفسِ نفیس کھڑے ہوتے، تحائف دیتے، چادر بچھاتے اور مہمان نوازی کے لیے مخصوص مکانات مقرر تھے۔ سفیروں کی جان و مال کو مکمل امان حاصل ہوتی تھی اور خطوط لکھنے میں مخصوص اسلوب اختیار کیا جاتا تھا جس میں حمد، امابعد، توحید، دعوت یا جزیہ کا بیان اور آخر میں مہر شامل ہوتی تھی۔ خطوط کے لیے "محمد رسول اللہ" کندہ مہر استعمال کی جاتی تھی اور خط مہر شدہ حالت میں ہی وصول کنندہ کے سامنے کھولا جاتا تھا[46]۔

**مالیاتی نظام:** ابتداء میں کوئی مالی انتظام نہیں تھا بعد ازاں جہاد کے ذریعے مالِ غنیمت اور مالِ فَیء ریاست کے اولین محصولات بنے۔ جیسے بدر میں مسلمانوں کو مال غنیمت ملی۔ بنی نضیر کی زمینیں مالِ فَیء میں شامل ہوئیں جنہیں آپ ﷺ نے مہاجرین میں تقسیم کیا اور کچھ باغات اہل بیت کے نفقے کے لیے رکھے۔ غزواتِ خیبر، وادی القریٰ، اور فدک میں خراج کا نظام قائم ہوا، جہاں یہودی فصلوں اور پیداوار کے نصف کے پابند ہوئے۔ جزیہ کا نظام بھی صلح کے ذریعے مختلف غیر مسلم قبائل سے لیا گیا جیسے نجران، اذرح اور مقن وغیرہ سے۔ اسی طرح زکوۃ اور عشر ریاست مدینہ کے اہم مالی ذرائع تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال اس کی فرضیت کے بعد آپ ﷺ نے مختلف علاقوں میں مصدقین اور عمال مقرر کیے جو بہترین اخلاق کے ساتھ زکوۃ وصول کرتے، خرص و تخمینہ کرتے اور اموال کو ان کے مصارف تک پہنچاتے اور زائد رقم مدینہ بھیج دی جاتی تھی۔ چونکہ مدینہ کی معیشت کا بنیادی ستون زراعت تھا، اس لیے مہاجرین کو اس میں شریک کیا گیا، بنجر زمینوں کے احیاء کی ترغیب دی گئی اور مختلف صحابہ کو ارضِ موات عطا کی گئی۔ تجارت اور صنعت بھی مالیاتی نظام کے بنیادی حصے تھے۔ مہاجرین نے مدینہ میں آ کر تجارت کو فروغ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آزاد بازار قائم کر کے سود، غش، احتکار، ملامسہ، منابذہ اور تمام جاہلیتی بیوع ممنوع قرار دئے گئے۔ بازار میں اوزان و مکیال کے معتبر اصول طے کیے گئے۔ تجارتی معاہدات لکھے جاتے تھے اور غیر مسلموں سے بھی خرید و فروخت جاری رہی۔ صنعت کاری میں تعمیرات، بڑھئی گری، اسلحہ سازی، رنگ سازی، لوہاری، خیاطت اور نساجت شامل تھیں۔ خندق کی کھدائی، منجنیق و اسلحے کی تیاری، تیر اندازی کی ترغیب اور مختلف جنگی آلات کی صنعت اس دور میں نمایاں ہوئی۔

**عسکری انتظام:** عہدِ نبوی ﷺ میں عسکری نظم و نسق میں سب سے پہلے مجاہد کو جہاد کے لیے تیار رہنے، اسلحہ اور زادِ راہ کا انتظام کرنے کا حکم دیا جاتا تھا جو خود نبی کریم ﷺ کے اقوال و اعمال سے ثابت ہیں۔ جہادی مہمات میں رہنمائی کے لیے "ادلاء" مقرر ہوتے جو راستوں، پڑاؤ، پانی اور دشمن کی نقل و حرکت کی معلومات فراہم

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

کرتے۔ دشمن کی خبر رسانی کے لیے "عیون" یعنی مخبر مقرر کیے جاتے جو زبان، علاقہ اور حالات سے واقف ہوتے۔ اسامہؓ، مقدادؓ، حذیفہؓ وغیرہ نے یہ ذمہ داری نبھائی۔ زخمیوں کی خدمت، مرہم پٹی اور پانی رسانی کی خدمات مؤمن خواتین سر انجام دیتیں، جن کے لیے محاذ پر خیمے مخصوص ہوتے، جیسے غزوہ احد میں حضرت فاطمہؓ، غزوہ خندق میں رفیدہؓ، اور دیگر خواتین نے علاج و خدمت کے علاوہ کئی مواقع پر قتال میں بھی حصہ لیا۔

قیادت کے طور پر رسول اللہ ﷺ کبھی خود لشکر کی امارت فرماتے اور کبھی موزوں ترین افراد کو امیر مقرر کرتے، جس میں عمر، ابو بکر، علی، زبیر، عمرو بن العاص، سعد بن ابی وقاص اور دیگر شامل تھے۔ امیر کی تقرری میں نسب کے بجائے شجاعت، صبر، حکمت اور جنگی مہارت کو معیار بنایا جاتا تھا۔ اسامہ بن زیدؓ کو کم عمری کے باوجود بڑے لشکر پر امیر بنانا اسی اصول کی مثال ہے۔

**عدالتی انتظام:** عہدِ نبوی ﷺ میں عدالتی انتظامات میں مدینہ منورہ کے علاوہ مختلف شہروں میں مقرر کیے گئے قاضی، فیصلوں کا طریقہ کار، محاسبہ اور تحکیم جیسے امور شامل تھے۔ دورِ جاہلیت میں عدالتی نظام اسلام کے بنیادی اصولوں پر قائم نہ تھا بلکہ قبائلی روایات پر مبنی تھا، لیکن اسلام کے آنے کے بعد نبی کریم ﷺ کو دینی و دنیاوی معاملات میں حکم و فیصلہ کرنے کا حکم ہوا، جیسا کہ فرمایا گیا: وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللهُ[47]۔ آپ ﷺ نے ان آیات پر عمل کرتے ہوئے منظم عدالتی نظام قائم کیا۔ ابتدا میں تمام مسائل میں لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے، اور آپ ﷺ قرآن کی نصوص یا اپنے اقوال و افعال کی روشنی میں فیصلہ فرماتے تھے، یہ فیصلے آپ ﷺ نے قاضی، شارع اور حاکم ہونے کی حیثیت سے دیے، نہ کہ نبی ہونے کی حیثیت سے ۔ مدینہ میں نبی کریم ﷺ خود قاضی تھے، البتہ کبھی کبھار کسی صحابی کو تربیت کے لیے فیصلہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اسلام پھیلنے کے بعد مختلف علاقوں میں امراء و قضاۃ بھیجے گئے جو قاضی کا فریضہ انجام دیتے تھے: حضرت علیؓ یمن بھیجے گئے، معاذ بن جبلؓ یمن شمالی، ابو موسیٰ اشعریؓ یمن جنوبی، ابو عبیدہ بن جراحؓ نجران، اور عتاب بن اسیدؓ مکہ مکرمہ کے قاضی و والی مقرر ہوئے[48]۔ انہی فیصلوں اور اصولوں کے مجموعے نے عہدِ نبوی ﷺ کے عدالتی نظام کو ایک منظم، مؤثر اور عملی عدالتی ڈھانچہ بنا دیا۔

**پشتون قبائلی ادارتی نظام کا تجزیہ**

پشتون سماج، خصوصاً قبائلی معاشرہ، جہاں ریاست کی رسائی کم ہے، قبائلی نظم و نسق کو اور پشتونولی کے تحت رہ کر اپنی ثقافت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک دستور اور آئین کے تحت زندگی گزارتے ہیں جس سے قبیلے کا کوئی فرد منحرف نہیں ہوتا اور بلا چون وچرا اور بغیر پس و پیش کے ہر فرد اس دستور کو مانتا ہیں اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ اس علاقے کا جنگ زدہ، اور خلفشار زدہ ہونے کی وجہ سے ان انتظامات میں اتار چڑاؤ ہوتا رہا لیکن اس کی فطرت اور اصل کو دیکھ کر قاری اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ قبائلی معاشرہ ایک دستور کا حامل معاشرہ ہے۔ قبائلی اضلاع میں موجود غیر رسمی انتظامات چونکہ پشتون سماج پر مشتمل ہیں اور تقریباً قریب قریب ہے اور حالات کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان تمام اضلاع تک رسائی مشکل ہے تاہم جو ادارے تمام اضلاع میں متداول ہیں ان کا تجزیہ کریں گے۔ ان انتظامات کو عصر نبوی ﷺ کی انتظامات کی طرح قبائلی قیادت و سیادت سے شروع کر کے بیان کرتے ہیں۔

**قیادت وسیادت:**

پشتون سماج میں کوئی گھر، خاندان اور قبیلہ سربراہ اور سردار کے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ایک سردار کے بغیر نہ تو ان کے درمیان اتفاق واتحاد قائم ہو سکتا ہے اور نہ ان کا معاشرتی نظام چل سکتا ہے۔ سردار کے انتخاب میں قبائل عرب میں شیخ اور رئیس کی طرح ان میں خاص صفات اور سرداری کی لیاقت ہونی چاہیے جس میں جوانمردی، بہادری، دانائی، خوش اخلاقی، جود وسخا، صلح اور جرگوں میں حاذق اور ماہر ہونا اور ذاتی مفادات کی بجائی قومی مفادات کو ترجیح دینا جیسے صفات پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ سردار کو پشتون سماج میں، خصوصاً قبائلی علاقہ جات میں ملک اور مَشر نام کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے جس کے ذریعے قبیلے یا خاندان کے سارے معاملات طے ہوتے ہیں جس کا انتخاب موروثی طور پر بھی ہوتا ہے جیسے باپ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا سردار بن جاتا ہے اور بعض اوقات ایک نوجوان کی لیاقت وصلاحیت اور شجاعت وبہادری کی بنیاد پر بھی یہ منصب حاصل کر سکتا ہے[49]۔ سردار اور ملک اپنے قبیلے میں ان صفات کی بدولت اپنی عزت اور اطاعت کے قدموں کو جماتے ہیں اس کا صلح پورے قبیلے کا صلح اور اعلان جنگ پورے قبیلے کا اعلان جنگ تصور کیا جاتا ہے کیونکہ پورا قبیلہ اس کی ایک پکار پر مرمٹنے کو تیار ہوتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

قیادت وسیادت کے زمرے میں سیاسی امور میں ملکی اور گروہ بندی بھی آتی ہے جسے پشتو زبان میں "ڈلہ ٹپلہ" کہا جاتا ہے ڈلہ یعنی سیاسی وسماجی امور چلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اور سیاسی امور میں قبائل کی نمائندگی کرتے ہیں۔

**جرگہ**

مہذب معاشروں میں تنازعات کے حل کے لیے باقاعدہ عدالتی نظام رائج ہوتا ہے جس طرح عرب قبائل میں دارالندوہ اسی نوعیت کا ایک ادارہ تھا۔پشتون معاشرے میں اسی کردار کو قدیم روایتی جرگہ نظام ادا کرتا ہے، جو اپنی اساس اور طرزِ عمل کے لحاظ سے دارالندوہ سے زیادہ اسلام کے قریب سمجھا جاتا ہے اور خصوصاً قبائلی اضلاع میں آج تک موثر طور پر قائم ہے۔" جرگہ باا ثر، تجربہ کار اور صاحبِ رائے مشران کا وہ غیر رسمی مگر معتبر اجتماع ہے جسے فریقین بااختیار سمجھتے ہیں" بعض کہتے ہیں " قبائلی اضلاع میں جرگہ بیک وقت انتظامی، عدالتی اور قانون سازی تینوں قسم کے اختیارات کا حامل ہوتا ہے جرگہ میں نمائندگی متعلقہ خاندان، خیل اور قبیلے کے سردار، اہل رائے اور مشران کرتے ہیں"۔ یہ ادارہ بغیر کسی تحریری قانون کے محض گفت وشنید، مشاورت اور قبائلی روایات کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے۔ جرگہ کے ارکان مستقل نہیں ہوتے بلکہ ضرورت کے مطابق خاندان، خیل یا قبیلے کے سرداروں اور معتبرین میں سے نامزد کیے جاتے ہیں۔ بین القبائلی تنازع کی صورت میں کسی غیر جانب دار تیسرے گروہ کے مشران کو منتخب کیا جاتا ہے، جو جنگ بندی کے بعد دونوں کا موٗقف سن کر منصفانہ فیصلہ دیتے ہیں۔ جرگہ پشتون سماج میں اسمبلی اور پارلیمنٹ کی حیثیت رکھتا ہے جو بیک وقت انتظامی، عدالتی اور محدود قانون سازی کے اختیارات استعمال کرتا ہے۔ اس کا کوئی مقررہ مقام نہیں حجرہ، میدان یا کوئی بھی مشترکہ جگہ جرگہ کا مرکز بن سکتی ہے۔ حساس نوعیت کے معاملات میں صرف منتخب مشران گفتگو کا حق رکھتے ہیں اور متفقہ بہتر رائے کو حتمی فیصلہ مانا جاتا ہے۔ جرگہ نہ صرف داخلی تنازعات بلکہ قومی نوعیت کے مسائل بھی لویہ جرگہ کے ذریعے حل کرتا ہے۔ اس کے ذریعے قبائل کی آراء حکومت تک پہنچتی ہیں اور سرکاری فیصلے عوام تک منتقل ہوتے ہیں۔ جرگہ کے فیصلوں کی پابندی لازم ہوتی ہے، حتیٰ کہ اس پر عمل درآمد کے لیے قرآن یا تلوار پر حلف اٹھایا جاتا ہے۔ سماجی جرگے کے فیصلے کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معاملے کی نوعیت کے مطابق اسے سزا دی جاتی ہے اور بعض اوقات خلاف ورزی کرنے والے مجرم کے گھر کا سارا سامان لوٹ کر اسے علاقہ بدر کیا جاتا ہے۔

**جرگہ کی مذہبی بنیادیں:**

جرگہ صرف سماجی ڈھانچہ نہیں بلکہ اس میں بہت سے ایسے اصول اور اقدار شامل ہیں جو اسلام کی روح سے ہم آہنگ ہیں اگرچہ اس کی جڑیں قدیم قبائلی روایات میں پیوستہ ہیں لیکن اس کی کئی جہات اسلامی تعلیمات سے مشابہت رکھتی ہیں خاص طور پر عدل، مشورہ، مصالحت اور ثالثی جیسے اصول۔ جرگہ کو اگر فکری لحاظ سے اور اطلاقی عملیت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ اسلام کے تصور شوریٰ کے مترادف ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر قابل تعریف انداز میں کی گئی ہے قرآن وسنت میں مسلمانوں کو باہمی معاملات کو شورائی طریقہ کار کے ساتھ حل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ جرگہ کا مقصد مقامی اور علاقائی سطح پر لوگوں کے درمیان تنازعات کا پر امن حل نکالنا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جرگہ عام طور پر صلح کو بنیاد بناتی ہے جس کے لئے جرگہ ایک ثالث اور حکم کا کردار ادا کرتا ہے اصلاح بین الناس اور تنازعات کو حل کرنے کی حوصلہ افزائی قرآن وسنت نے بھرپور انداز میں بیان کی ہے۔ جرگہ سسٹم میں عموماً علاقہ کے رسم کو دیکھا جاتا ہے اور اسی کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں اور ایسا عرف جو شریعت مطہرہ کے قطعی اصولوں کے مخالف نہ ہو فقہی طور پر معتبر ہوتا ہے اور سے اصول فقہ میں ایک اصل مانا جاتا ہے جبکہ جرگہ تو عرف کے علاوہ تحکیم اور شوریٰ کی بنیاد بھی رکھتی ہے[50]۔

**سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں جرگہ:**

سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ثالث اور حکم کے ذریعے فیصلہ کرنے کو پسند فرمایا ہے اور اس پر کسی قسم کی نکیر نہیں فرمائی ہے جیسے غزوہ بنی قریضہ میں یہودیوں کے محاصرے کے بعد انہوں نے سعد بن معاذؓ کو ثالث بنا کر اسے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا اور ان کے فیصلے پر راضی ہو گئے جس پر آپ ﷺ نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے سعد بن معاذؓ کو ثالث بنایا[51]۔

اسی طرح دوسرا واقعہ ابو شریح ہانی بن یزیدؓ کا ہے۔ ابو شریح ہانی بن یزیدؓ فتح مکہ کے بعد ایک وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے جن کے بارے میں آپ ﷺ کو پہلے سے یہ پتہ تھا کہ لوگ اسے ابوالحکم کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے اس لقب کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ میری قوم میں جب کوئی تنازع پیش آتا

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں جن کو دونوں فریقین تسلیم کرتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ما احسن ھذا (یعنی کیا اچھا عمل ہے)[52]۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ کے تعامل سے بھی ثالث کیذریعے فیصلہ ثابت ہے جیسے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ نے اپنے ایک تنازع میں زید بن ثابتؓ کو ثالث بنا کر فیصلہ کیا[53]۔ دوسرا واقعہ عثمان غنی اور حضرت طلحہؓ کا ہے جس میں انہوں نے جبیر بن مطعم کو ثالث مقرر کیا تھا[54]۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں قاضیوں کے نام فرمان میں کہا تھا کہ رشتہ داروں کے باہمی مقدمات اگر پیش ہوں تو ان مقدمات کو ان کی برادری میں واپس کرو تاکہ وہ آپس میں بیٹھ کر خود صلح کی کوئی صورت نکالیں روایت میں ہے "ردو القضاء بین ذوی الارحام حتی یصطلوا فان فصل القضاء یورث الضغائن[55]"

ترجمہ: رشتہ داروں کے مقدمات کو انہی میں واپس کرو تاکہ وہ خود (برادری کی مدد سے) آپس میں صلح کی کوئی صورت نکالیں کیونکہ قاضی کا فیصلہ دلوں میں کینہ پیدا کرتا ہے۔

**جرگہ سسٹم کے پذیرائی کے اسباب:**

جرگہ کو پشتون معاشرے میں پذیرائی ملنے کے اہم اسباب یہ ہیں کہ عدالتی نظام میں تاخیر، غیر یقینی حاضری، وکلا کی مہلتیں اور اپیلوں کا طویل سلسلہ عوام کو عدالتوں سے بدظن کر دیتا ہے، جبکہ جرگہ میں فوری، سیدھا اور مقامی سطح پر قابلِ رسائی فیصلہ ممکن ہوتا ہے۔ عدالتی فیصلوں سے دشمنیاں اکثر بڑھ جاتی ہیں، لیکن جرگہ چونکہ صلح، مفاہمت اور بھائی چارے کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے، اس لیے دشمنیاں کم ہوتی ہیں۔ جرگہ مار مقامی ہوتے ہیں، فریقین ان تک آسانی سے پہنچ جاتے ہیں اور وہ حالات سے پہلے ہی واقف ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ مذہبی و شرعی رہنمائی کے تحت فیصلے چاہتے ہیں، اس لیے علماء کے ذریعے جرگہ ان کی دینی ضرورت پوری کرتا ہے۔ گھر، خاندان اور عزت سے متعلق معاملات عدالت میں جانے سے بدنامی کا باعث بنتے ہیں، اس لیے لوگ جرگہ میں خاموشی اور رازداری سے مسئلہ حل کروانا پسند کرتے ہیں۔ عدالت کے اوقات کار محدود ہیں جبکہ جرگہ ہر وقت ممکن ہے۔ آخر میں، جرگہ پشتون روایت، سماجی ڈھانچے اور قبائلی شناخت کا حصہ ہے، اس لیے لوگ اپنی روایتی تنظیم کے تحت تنازعات حل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

**جرگہ سسٹم میں موجود خرابیاں:** یہ ایک حقیقت ہے کہ جرگہ سسٹم کی اساس عہد نبوی ﷺ میں موجود ہے اور اسے شوری اور تحکیم کا متبادل سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود جرگہ سسٹم میں خرابیاں موجود ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

جرگہ نظام میں موجود خامیوں میں سب سے اہم، ایک تو یہ ہے کہ اب فیصلے مشران کے بجائے بدمعاش اور بااثر لوگ کرنے لگے ہیں جو انصاف کے بجائے دباؤ اور طاقت کے بل پر فیصلے کراتے ہیں۔ واق کے نام پر ضمانتاً لی گئی نقدی یا بندوقیں اکثر جرگہ اراکین کے استعمال میں آجاتی ہیں، جس سے فیصلے میں تاخیر، ٹال مٹول اور عدم اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ کئی بار فیصلے کے بعد اگر کوئی فریق انکار کر دے تو جرگہ کے پاس زبردستی کرانے کا قانونی اختیار نہیں ہوتا، نتیجتاً فیصلہ غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔ بعض جرگہ اراکین پیسوں کے عوض فیصلے بدل دیتے ہیں، خصوصاً وہ لوگ جو بدمعاش یا ناقابلِ بازپرس بااثر ملک ہوتے ہیں، اس سے عوام میں مایوسی جنم لیتی ہے۔ کچھ علاقوں میں جرگہ سے پہلے ہی فریقین سے پیسوں اور دعوتوں کا مطالبہ رائج ہو گیا ہے جس نے جرگہ کو کاروبار بنا دیا ہے۔ سب سے سنگین خرابی یہ ہے کہ جہالت اور شرعی عدم واقفیت کے باعث کئی فیصلے شریعت کے سراسر خلاف ہوتے ہیں، جیسے بھاگنے کے واقعات میں قتل کا حکم یا نکاح وطلاق کے غیر شرعی فیصلے، جو ظلم، تنازع اور معاشرتی بگاڑ کو جنم دیتے ہیں۔

**مرکہ:**

پشتون سماج میں مرکہ سے مراد کسی بھی معاملے یا چیز کے متعلق حقائق جاننا ہے اور یہ جرگہ کا مقدمہ سا ہوتا ہے جرگہ میں صرف تجربہ کار اور معزز لوگ شرکت کرتے ہیں جبکہ مرکہ میں ہر چھوٹا بڑا شرکت کر سکتا ہے جس میں کسی معاملے کے متعلق فیصلہ نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے متعلق صرف حقائق جانے جاتے ہیں۔

**مشورہ:**

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

پشتون معاشرے میں تمام انفرادی اور اجتماعی کاموں میں مشورہ ہوتا ہے جو کہ ان کی جمہوری شان کی عکاسی کرتے ہیں کسی مسئلے کی حل کے لئے وہ اپنے رشتہ داروں اور عقلمند مشران کے ساتھ حجرہ یا مسجد میں مشورہ کرتے ہیں مشورہ کی اہمیت کے متعلق ان کے ہاں ایک ضرب المثل مشہور ہے کہتے ہیں کہ "جس کام کے لئے مشورہ ہو جائے اس کی ضرر ختم ہو جاتی ہے[56]"

**صلح(روغہ جوڑہ):**

پشتون سماج میں قتل وقتال اور تنازعات کے معاملے میں دونوں فریقین کیدمیان مصالحت کرنا اور ان کے درمیان رنجشیں دور کرنا "روغہ جوڑہ اور صلح" کہا جاتا ہے۔ پشتون سماج میں جب دو فریقین، خاندانوں یا قبائل کیدرمیان کسی بات پر لڑائی ہو جائے تو اس دوران بذات خود ان دونوں فریقین کے کہنے پر یا باقی قوم کی نیک نیتی سے صلح کی بات چیت شروع کی جاتی ہے روغہ جوڑہ اور صلح میں زیادہ تر کردار اربکی انتظامیہ کرتے ہیں جو تیگہ کے ساتھ دونوں کے درمیان دائمی صلح کی کوشش کرتے ہیں۔

**اربکی:**

یہ ایک قبائلی انتظامیہ ہوتی ہے جس میں ہر گھر سے ایک فرد اور ہر خیل سے ایک سردار شامل ہوتا ہے اس میں سب کے حقوق برابر ہوتے ہیں اس کے ذریعے سے پشتون سماج میں خصوصا قبائلی علاقہ جات میں دو فریقین کے درمیان لڑائی روک دی جاتی ہے اور عارضی جنگ بندی کے وقت امن و امان قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ صلح کی کوشش کی جاتی ہے غرض اس کا مقصد یہ ہے کہ دو فریقین کے درمیان لڑائی کی صورت میں نقصان کم سے کم ہو جائے اور دوسری طرف وطن کی امن و امان اور حالات خراب نہ ہو جائے[57]۔

**تیگہ:**

لغت میں تیگا سے مراد پتھر ہے مگر اصطلاح میں قبائلی اضلاع میں دو متحارب گروہوں کے درمیان ایک خاص مدت تک عارضی جنگ بندی کو تیگہ کہتے ہیں اس خاص مدت میں پر امن مذاکرات کے ذریعے مستقل امن اور صلح کے لیے راہ امور کی جاتی ہے اسی طرح دونوں فریقین پر باری جرمانہ بھی لگایا جاتا ہے تاکہ جو بھی اس عارضی جنگ بندی کی خلاف ورزی کرے تو اسے سزا دینے کے ساتھ ساتھ وہ مقرر شدہ جرمانہ بھی لیا جاتا ہے[58]

**ننواتی:**

ننواتی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجرم اپنے کئے ہوئے جرم پر پشیمان اور نادم ہے جس کے بعد عفو و درگزر کا پہلا طریقہ ہے کہ قبائلی ثقافت کے مطابق کسی بھی جسمانی یا مالی نقصان کی صورت میں مجرم قبائلی مشران اور معتبرین سمیت ضرر رسیدہ کے گھر جا کر اپنی ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرتے ہیں اور اس سے معافی مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو ہو گیا ہم اس پر پشیمان ہیں ہم ہر طرح کی جرمانہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ننواتی میں مجرم اپنے ساتھ دنبہ بھی لے جاتے ہیں اور معافی ملنے کے بعد دنبے ذبح کر کے کھانے کا انتظام ہوتا ہے جو اپنے ساتھ لے جانے والے بزرگوں، علاقے کے سرکردہ لوگوں اور فریق مخالف کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا کر راضی نامہ کر لیتے ہیں کھانے کا انتظام ایک اعزاز ہوتا ہے اور ایک قسم کے عجز کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

**باہوٹ(پناہ ورکول):**

پشتون معاشرہ(قبائلی اضلاع) میں دشمنوں کے خوف، شر اور فساد سے بچنے کی خاطر کسی سے تحفظ لینا "پناہ اور باہوٹ" کہا جاتا ہے عام طور پر یہ بات طے ہے کہ جو پشتون پناہ کے طلب گار کسی بھی شخص کو پناہ دیتا ہے تو پھر اسے چاہے جتنا بھی نقصان اُٹھانا پڑے وہ پناہ میں آئے ہوئے شخص کی پوری حفاظت کا ذمہ دار بن جاتا ہے اور جب تک وہ اس کے قرب وجوار میں ہو یہ شخص اس کی حفاظت میں ہوتا ہے اور اس حفاظت کی علامت کے لئے بعض اوقات اسے سردار کی کوئی چیز بطور نشانی دیا جاتا ہے جیسے پہننے کا کپڑا یا خنجر وغیرہ۔

پناہ دہندگی کے حوالے سے مولانا تاج محمد کہتے ہیں "کہ پناہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ پناہ یافتہ جو کسی بندہ کو ناحق قتل کرتا یا چوری وغیرہ کے معاملے میں سزا اور انتقام سے بچنے کے لئے کسی مضبوط خاندان کے ہاں پناہ لیتے تھے جس کی حفاظت پناہ دہند خاندان کی ذمہ داری ہوتی ہے اور ایک وہ جس میں کوئی شخص کسی کے ناحق ظلم سے یا کوئی حق نہ دینے کی وجہ سے یا کبھی کبھار جرگہ کے فیصلے سے انکار کی صورت میں وہ کسی مضبوط خاندان کے ہاں پناہ لے لے اور وہ اس کے سایے تلے ظالم کے ظلم سے بچ جاتا

ہے ایسی صورت میں پشتون سماج میں وہ خاندان اس کی حفاظت کا ذمہ دار لیتا ہے اور کوئی اس تر چھی نگاہ سے بھی نہیں دیکھتا"۔ مولانا تاج محمد پناہ دہندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پختون سماج میں خصوصا قبائلی علاقہ جات میں تمام ہمسایہ کی ہمسائیگی بالعموم اور مظلوم کی بالخصوص اتنی پختہ ہو چکی ہے کہ یہ معاشرے کا جز ولاینفک بن چکا ہے اور اس کے کچھ منفی پہلو کے باوجود اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینا پشتون غیرت اور پشتو کا اولین تقاضا ہے[59]"

**بدرگہ:**

اجرت یا معاوضہ لے کر کسی مسافر وغیرہ کی جان ومال کی حفاظت کرنے کو "بدرگہ "کہتے ہیں۔ پشتونوں کے ہاں بدرگہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بدرگہ کے حوالے سے مولانا تاج محمد صاحب لکھتے ہیں "قبائلی علاقہ جات میں بدرقہ بمعنی محافظ کے استعمال ہوتا ہے چونکہ یہ علاقے پرانے زمانے سے غیر محفوظ چلے آرہے ہیں اس لئے مقامی محافظین کو دوستی یا روپے کے ناطے حفاظت کے لئے رکھ لیتے تھے۔ بدرگہ کی صورت میں اگر کوئی اس مسافر کو کوئی نقصان پہنچائے تو وہ شخص پناہ دہندہ اور اس کی پوری قوم کا مجرم بن جاتا ہے اور پناہ دہندہ کو دشمنی کی دعوت دینے کے مترادف ہے[60]"

**مہمان نوازی (میلمستیا):**

میلمستیا پشتون سماج کا ایک اہم جزو ہے مہمان نوازی اگرچہ انفرادی بھی ہوتی ہے لیکن عموماً قبیلے کی سطح پر ہو کر ادارتی شکل اختیار کرتی ہے عموماً کسی قبیلہ یا گاؤں کی سطح پر ایک بڑا عوامی حجرہ ہوتا ہے جس میں میلمستیا کی جاتی ہے اور قبیلے کی سطح پر یہ لوگ مہمان نوازی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

**عصر نبوی ﷺ کی ادارتی اصول اور پشتون قبائلی ادارتی نظام کے درمیان مماثلتیں اور اختلاف کا تجزیہ**

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں عصر نبوی کے ادارتی اصولوں کا تطبیقی مطالعہ اس حقیقت سے روشناس کراتا ہے کہ عصر نبوی میں عرب معاشرے نے اپنے سماج کو منظم رکھنے کے لئے سماجی ادارے قائم کئے تھے جو اگرچہ غیر رسمی تھے تاہم اپنے سماجی اھداف کو پورا کرنے کے لئے کافی تھے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے سماجی ادارے تین چیزوں کی عکاسی کرتے ہیں، پہلا یہ کہ تمام سماجی ادارے قبیلہ کے ارد گرد نظر آتے ہیں کیونکہ قبیلہ ہی در حقیقت ایک ریاست کی حیثیت رکھتا تھا جو اپنے قبائلی نظام کی حفاظت کے لئے اور اس کی اصلاح ک لئے حکمت عملیاں اپنانے کی صورت میں موجود تھے دوسرا یہ کہ تمام مذہبی انتظامات جو ان کو اپنے اسلاف سے ورثے میں ملی تھی ،خانہ کعبہ اور حرم کے ارد گرد نظر آتے ہیں کیونکہ عرب باوجود کفر اور شرک کے خانہ کعبہ کی تعظیم وتکریم کے قائل تھے اور اسی عظمت کی پاسداری کے لئے وہ مذہبی انتظامات چلاتے تھے تیسرا یہ کہ وہ رسم ورواج کو قانون کی حیثیت دیتے تھے اور اسے ہر عام وخاص تسلیم کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ نے عرب قبائل کی مذہبی اور قبائلی انتظامات میں سے ان کو بر قرار رکھا جو قبائلی تعصب اور جاہلیت کے باطل رسوم اور شرک سے خالی تھے جو موافق از اسلام، رفاہ عامہ پر مبنی تھے اور اس کے علاوہ کو ختم کیا اور جس نے تمام انتظامات قبیلہ کی اکائی سے ہٹ کر اور قبائلی بکھرے ہوئے غیر مرکزی معاشرے کو منظم ریاست میں تبدیل کیا جو در حقیقت پیغمبرانہ منہج ہے کیونکہ پیغمبر بعثت سے پہلے جاہلی رسوم ورواج اور سماجی پالیسیوں میں سے ان کو بر قرار رکھتے تھے جو مبنی بر حکمت اور معتدل ہوتے تھے اور جو اسلام سے متصادم ہوتے ان کی اصلاح یا تنسیخ کرتے۔ امام شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"احکام ومراسم میں جو باتیں صحیح اور ملت اسلامیہ کے اصولوں کے مطابق ہوتے ہیں انبیاء کرام ان میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے بلکہ ان کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس پر قوم کو ابھارتے ہیں اور جو باتیں بری ہوتی ہیں یا احکام میں تبدیلی کے موجب بنتے ہیں تو بقدر ضرورت اصلاح کے ذریعے ان میں ترمیم کرتے ہیں"[61]

عصر نبوی ﷺ اور پشتون سماج (قبائلی اضلاع) کے ادارتی انتظامات کے درمیان مندرجہ ذیل مماثلتیں اور اختلافات پائی جاتی ہے۔

(1) پہلی مماثلت قیادت وسیادت: دونوں معاشروں میں قیادت وسیادت اور اس کے انتخاب کا تصور موجود ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سرداری ہر قوم اور ہر دور میں موجود رہی ہے اور اس کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کیے گئے ہیں۔ عرب قبائل اور پشتون سماج، دونوں میں قیادت بہترین اوصاف، شجاعت، امانت اور اجتماعی اعتماد کی بنیاد پر دی جاتی تھی۔ عصرِ نبویؐ میں یہ قیادت ''شیخ''، ''رئیس''، ''عریف'' اور ''نقیب'' جیسے مناصب کی صورت میں موجود تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اسی ڈھانچے کی توثیق کی، جیسا کہ عقبہ ثانیہ میں بارہ نقیب مقرر کرنا، ہوازن کے قیدیوں کا فیصلہ عُرفاء کے مشورے پر چھوڑ دینا، اور امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دینا اس امر کی واضح دلیل ہے۔ قرآن میں ''اُولِی الامر'' کی اطاعت کا حکم بھی اسی ادارتی تسلسل کی تائید کرتا ہے اور حدیث کے اس

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

جملے "فارجعوا حتى يرفع الينا عرفاءكم امركم" سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سردار ہی درحقیقت ایک قوم کا نمائندہ ہوتا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جاہلیت میں سرداری کے اوصاف، اچھے اخلاق اور اچھی خوبی اسلام کے بعد بھی اسے برقرار رکھ کر فرمایا: خيارهم فى الجاهلية خيارهم فى الاسلام اذا فقهوا۔[62] (پس جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بہتر ہوں گے) یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی طرف قبائل کے وفود آتے تو آپ ﷺ ان پر انہی میں سے امیر اور سردار مقرر کرتے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم کیا ہے "يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْأَطِيعُواْٱللَّهَ وَأَطِيعُواْٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ[63]" (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں، ان کی بھی) سرکار دو عالم ﷺ جب بھی امیر نامزد کرتے ساتھ ہی ان کی اطاعت کی تلقین بھی فرماتے اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں "عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من أطاعني فقد أطاع الله، ومن يعصني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني»[64]" (آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی گویا اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی یقیناً اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی فرمانبرداری کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی"۔ ان واقعات اور نصوص سے عصر نبوی ﷺ میں سماجی وانتظامی امور میں امارت کے قیام کے شواہد ملتے ہیں۔

اسی طرح پشتون سماج میں سرداری اور مشری اچھے صفات اور اچھے خوبیوں کی بنیاد پر دی جاتی ہے اور ملک اور مشر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور اس انتظام کو مَلکی اور مَشری کہا جاتا ہے۔ یہ قبائلی سراۃ پشتون سماج میں صلح جات اور فیصلوں میں قبائل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اسی طرح پشتون سماج میں سیاسی قیادت میں "ڈلہ ٹپلہ" عرافہ اور نقابہ کا رول ادا کرتا ہے اور سیاسی نمائندگی کرتے ہیں اگرچہ ابتداء میں اس قسم کی گروہ بندی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا لیکن بعد میں طاقتور استعماری طاقتوں کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس طرف مائل ہو گئے اور باہمی سیاسی امور اور تنازعات کو حل کرنے کے لئے باہمی گروہ بندی قائم کی جاتی ہے جس میں ہر گروہ کی قیادت ایک مَشر کرتا ہے اور قبائل عرب میں موجود عریف اور نقیب کا درجہ رکھتا ہے اس حوالے سے وزیرستان کے معروف عالم دین مولانا تاج محمد صاحب فرماتے ہیں: "اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس طرح موجودہ دور میں قبائل کے اندر چھوٹی چھوٹی قوموں کے سردار ہوتے ہیں جو کسی بڑے قومی جرگہ کے موقع پر پہلے چھوٹے خیلوں کی صورت میں آپس میں مشورہ کرتے ہیں پھر نسبتاً بڑی قوموں کے جرگے ہوتے ہیں اور آخرکار فیصلہ ہوتا ہے اس لیے ہم قوم کے اندر چوٹی شاخ کے سردار کو عرب معاشرے کی عریف کا نام دے سکتے ہیں اور عرب میں عریف کی جو ذمہ داریاں ہوتی تھیں موجودہ دور میں قبائل کے اندر چھوٹے قبیلے کے سردار کی وہی ذمہ داریاں ہوتی ہیں[65]"

(2) دوسری مماثلت دونوں معاشروں میں جنگ اور تنازعات کے حل کے لئے ایک عدالتی نظام کے قیام کا ہے جس کے لئے مکہ مکرمہ میں دارالندوہ، قریش کے ایک پارلیمنٹ کا قیام تھا جس میں سردار نمائندگی کرتے تھے اور ان کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم کیا جاتا اور جہاں سے رسوم وروایات کی پاسداری کی جاتی تھی۔ اسلام آنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اسے ختم کر کے وحی کی رہنمائی کے تحت ایک منظم عدالتی وثالثی نظام میں تبدیل کیا، جس میں تحکیم، ثالثی، مشاورت اور عدل بنیادی اصول قرار پائے۔ پشتون سماج میں یہی کردار "جرگہ" ادا کرتا ہے جو ثالثی، تحکیم اور شوریٰ کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے جو دارالندوہ کے نسبت اسلام کے اصولوں پر مؤسس ہے۔ سیرتِ طیبہ میں جرگہ جیسے فیصلوں کے لیے واضح دینی بنیادیں موجود ہیں، جنہیں پشتون معاشرہ آج تک ایک عملی نظام کے طور پر اپنائے ہوئے ہے۔

(3) تیسری مماثلت اجتماعی اور انفرادی کاموں میں مشورہ کا قیام ہے۔ مشورہ نبی کریم ﷺ کی قول و عمل سے ثابت ہے آپ ﷺ ریاست کے امور میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ مشورہ کرتے تھے احد، غزوہ خندق وغیرہ جیسے غزوات میں آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھؓ مسجد نبوی میں مشورہ کیا ہے۔ بعض موقعوں پر اپنے اہل وعیال کے ساتھ مشورہ کرتے۔ براہ راست اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو مشورہ کا حکم دیا گیا ہے "وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِ[66]" (اور ان سے (اہم معاملات) میں مشورہ لیتے رہو)۔ اس آیت کی تفسیر میں حسن بصریؒ اور سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو مشورہ حکم اس لئے کیا گیا ہے تاکہ امت اس کام میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء کریں اور اس طرح کے امور کا ثبوت نصوص میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔ دوسری جگہ مشورہ کو مؤمنین ایک صفت قرار دی گئی ہے "وَٱلَّذِينَ ٱسۡتَجَابُواْ لِرَبِّهِمۡ وَأَقَامُواْٱلصَّلَوٰةَ وَأَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ[67]" (اور جنھوں نے اپنی پروردگار کی بات مانی اور نماز قائم کی ہے اور ان کے معاملات آپس میں مشورہ سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے ان میں سے وہ (نیکی کے کاموں) خرچ کرتے ہیں)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

(3) چوتھی مماثلت پناہ دہندگی، ہمسائیگی، تعاون اور حفاظت کے انتظامات جیسے قریش کے معزز اور مالدار لوگ غریبوں اور بے بسوں کے ساتھ مالی تعاون کرتے تھے یہاں تک کہ بازاروں میں تجار کی دیوالیہ ہونے کی صورت میں مالی تعاون کرتے اسی طرح قریش نے مکہ مکرمہ کے تجارتی راستے اور حجاج کے قوافل کی حفاظت بہت منظم انداز میں کی تھی یہاں تک کہ کسی قبیلہ کا قافلے پر حملہ آپس میں حرب کی چنگاری بھڑکانے کے برابر تھا۔ حفاظت کے لئے انہوں نے احابیش کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ ایک خاص جماعت جو مسافر اور حجاج کے قوافل کو بحفاظت اس راستے سے گزارتے تھے، باہمی موالاۃ اور احلاف کرتے تھے اس کے نتیجے میں "رفادہ، سقایہ، عمارہ اور سدانہ جیسے ادارے وجود میں آئے جو آپ ﷺ کی زندگی میں برقرار رکھے گئے اسی طرح پشتون سماج اور قبائلی اضلاع میں ایسے انتظامات موجود ہیں جو باہمی مناصرت اور تعاون پر قائم ہیں جیسے ہمسائیگی اور روغہ جوڑہ میں آپس میں تعاون کیا جاتا ہے۔ میلمستیا میں مسافروں کی قدردانی کی جاتی ہے مسافر کی حفاظت کے لئے قبیلے کے کچھ افراد کو رقم دیا جاتا ہے اس حفاظت کو اس سماج میں "بدرگہ" کہا جاتا ہے جس کا وظیفہ مسافر کو بحفاظت پہنچانا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس مسافر پر حملہ اور اسے نقصان پورے قبیلے پر حملہ اور نقصان شمار کیا جاتا ہے بابوٹ (پناه ورکول) میں کمزور کی حمایت وحفاظت کیا جاتی ہے۔

ان تمام انتظامات کے لئے عصر نبوی ﷺ میں رہنما اصول موجود ہیں ہمسائیگی اور گوانڈی توب کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا ۖ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا وَبِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْجَارِ ٱلْجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلْجَنۢبِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ[68]۔(اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں قریب والے پڑوسی اور دور والے پڑوسی اور ساتھ بیٹھے (کھڑے ہوئے شخص اور راہ گیر کے ساتھ)۔

میلمستیا اور مہمان پر غیرت جیسی خصلتوں کو اسلام میں اور سیرت میں محبوب قرار دیا گیا ہے مہمان نوازی حضرت انبیاء کی سنت ہے نبی پاک ﷺ نے مہمان نوازی کے بارے میں فرمایا ہے "من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليكرم ضيفه[69]"( جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس چاہئے کہ وہ مہمان کی عزت کرے)۔

بابوٹ، پناه ورکول میں کمزور کی مناصرت اور تحفظ جیسے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے مواخاۃ مدینہ کے ساتھ باہمی مناصرۃ کی وہ مثال قائم کی اور مسلمان کمزور مہاجرین کو انصار کے ساتھ وحدت اور مناصرت کی اس کڑی میں پرویا جس کی مثال نہ تاریخ نے دیکھی ہے اور نہ دیکھے گی آپ ﷺ نے جاہلیتی مناصرۃ سے منع فرمایا ہے جبکہ اسلام میں مناصرۃ اور کمزور کی تحفظ کی تلقین فرمائی ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے میثاق مدینہ میں مسلمان مہاجرین اور انصار کو آپس میں معاونت، تراحم کا درس دیا شارحین میثاق مدینہ کی تشریح میں کہتے ہیں "اعتبار المسلمين امة واحدة من دون الناس ومن حيث التراحم والتعاون، ومعاونة بعضهم بعضا ومن حيث ا الاحتفاظ برابطة الولاۃ[70]"(اس میثاق میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ایک امت قرار دیا باہمی تراحم اور مدد کے اعتبار سے اور موالاۃ کے ساتھ تحفظ کے اعتبار سے)۔ میثاق مدینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبائل عرب کے جاہلیت میں کئے ہوئے باہمی موالاۃ، احلاف اور اس طرح کے غیر رسمی انتظامات جو باہمی مناصرت پر تھے اسے برقرار رکھا تھا جس کی بنیادی وجہ ان کا باہمی تعاون اور حفاظت پر مشتمل ہونا تھا۔

روغہ جوڑہ، صلح، تیگہ، ارکی، نوانتے یہ تمام صلح یا مقدمات صلح ہوتے ہیں اور صلح کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا[71]"(اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑپڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ) دوسری جگہ فرمایا ہے وَٱلصُّلْحُ خَيْرٌ ۔ صلح خیر ہی خیر ہے۔

**اختلافات:**

پشتون سماج چونکہ الہامی مذہب یا آسمانی دستور نہیں ہے اس وجہ سے ان میں موجود ادارے بالکل عصر نبوی کے اداروں کی طرح نہیں ہے بلکہ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے عربوں کے جاہلی سماج کی طرح ہیں جس میں اگر چند چیزیں موافق شرع ہیں تو بہت سے ایسے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں۔

تطبیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ پشتون سماج میں موجود قیادت وسیادت، جرگہ سسٹم، بدرگہ وغیرہ اداروں میں ایسے چیزیں شامل ہیں جس نے ان اداروں کو کمزور بنایا ہے اور عصر نبوی ﷺ کی اداروں سے دور کیا ہے۔ قیادت اور سرداری میں بزور بازو فیصلے ہوتے ہیں اور عموما طاقتور اور مالدار ہی سردار ہوتا ہے کبھی کبھار سرداری موروثی بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبائل سیادت پر باہمی لڑائیاں کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے سردار کی اطاعت نہیں ہوتی اور اس کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم نہیں کیا

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No. 2 2026

جاتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک سردار جس چیز کے لئے نامزد ہوتا ہے اسے حاصل کرنے میں وہ ناکام ہوتے ہیں۔اسی طرح جرگہ سسٹم اگرچہ تحکیم اور ثالثی کے اصولوں پر مؤسس ہے لیکن اس کے باوجود آج کل اس میں سیاسی مفاد کے لئے فیصلے ہوتے ہیں اسی طرح ایسے خلاف شریعت فیصلے ہوتے ہیں جس کا عصر نبوی کی عدالتی نظام اور تحکیم میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔روغہ جوڑہ اور ننواتے میں بعض دفعہ صلح کے نام پر خلاف شریعت امور کا ارتکاب ہوتا ہے جس کا اعصر نبوی ﷺ کے باب صلح میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

باہمی مناصرت،اور پناہ دہندگی میں تعصب اور اقرباپروری کی بنیاد پر کبھی کبھار ایک ایسے شخص کی مناصرت کرتے ہیں جو کسی ناحق فعل کا مرتکب ہوتا ہے مثلاً قتل یا چوری کا،ایسا شخص کسی طاقتور کے ہاں پناہ لیتاہے(72) اور باہوٹ ادارے کے تحت اسے پناہ دی جاتی ہے جبکہ آپ ﷺ نے سیرت طیبہ میں مؤاخاۃ مدینہ سے یہ درس دیا ہے کہ مناصرۃ تعصب اور اقرباپروری کی بناء پر نہ کیا جائے بلکہ اسلام کی بناء پر کی جائے۔

پشتونولی اور ثقافت کے ساتھ زیادہ شغف کی وجہ سے کبھی کبھار ان اداروں پر غیرت اور تعصب کا تسلط ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ ادارے عصر نبوی ﷺ میں موجود اداروں کے رہنما اصولوں کے مخالف ہوجاتے ہیں جبکہ سرکار دوعالم ﷺ عرب کے غیر رسمی اداروں کو اِنہی غیرت،تعصب اور اپنے جاہلی ساج کے ساتھ زیادہ شغف کی وجہ سے رفع کیا ہے۔

خلاصتاً پشتون ساج میں موجود اداروں کے لئے سیرت نبوی ﷺ میں اصول موجود ہیں لیکن چونکہ آسمانی دستور نہ ہونے کی وجہ سے یہ کمزوریوں کا حامل ہے تاہم ان تمام امور کے باوجود یہ ساج عرب کی بنسبت زیادہ اسلام کے موافق ہے یہی وجہ ہے کہ بعض محققین اسلام کو پشتونولی کا اہم ستون قرار دیتے ہیں(73) جیسے،جرگہ سسٹم،ننواتی ،مہمان نوازی،بدرگہ،وغیرہ ثقافتی فخر اور ساجی اقدار ہونے کے باوجود اسلام کے زیادہ قریب ہے۔

**نتائج:**

1: تحقیق یہ بات ثابت کرتی ہے کہ عرب باوجود اس کے کہ وہ جاہلیت میں تھے اور ریاست کا تصور نہیں تھا ایک منظم قبائلی معاشرے میں غیر رسمی قوانین کے تحت زندگی گزارتے تھے جس کو ہر خاص وعام تسلیم کرتا۔یہ غیر رسمی قوانین تاریخ نے ابھی تک محفوظ کی ہوئی ہیں جو عرب کا اپنے ساج کے ساتھ لگن اور ان کی تحفظ میں انفرادیت پر واضح دلیل ہے۔

2: غیر رسمی اور روایتی ادارے بھی ریاستی اداروں کی طرح مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں جیسا کہ عصر نبوی ﷺ میں موجود عرب اور پشتون قبائل میں نظر آتا ہے سدانہ،دارالندوہ،جرگہ سسٹم اور ملکی ومشری وغیرہ اداروں نے انصاف،مشورہ،اور فیصلہ سازی جیسے اہم امور انجام دئے۔

3: پشتون معاشرہ(قبائلی اضلاع)میں موجود اداروں کو اسلام کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے یہاں تک کہ پشتون ساج کا اسلام کے ساتھ قریب ہونا ہم آہنگی کو اَور بھی آسان بناتا ہے۔

4: عصر نبوی ﷺ کی ادارتی تنظیم کے مقاصد اور اصول کا تطبیق کرکے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پشتون معاشرے(قبائلی اضلاع)میں موجود یہ غیر رسمی ادارے مماثلت کے ساتھ ساتھ کمزوریوں کے شکار ہورہے ہیں اور عصر نبوی ﷺ میں موجود رہنما اصولوں کے مخالف چل رہے ہیں۔

5: پشتون قبائلی اضلاع کے جرگہ سسٹم اور ننواتے جیسے ادارے جدید عدالتی اصلاحات کے متبادل یا معاون بن سکتے ہیں خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں ریاستی عدالتیں مؤثر نہیں۔

6: جرگہ سسٹم کو اگرچہ صلح اور ثالثی کے اصولوں پر مؤسس مانا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود آج کل جرگہ سسٹم بہت زیادہ کمزوریوں کا شکار ہے۔

**حوالہ جات:**

---

(1)سورۃ البقرۃ:282۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

(2) سورۃ الاحزاب:19

(3) مستشرق ریہارت آن دوزی "تکملۃ المعاجم العربیۃ"، تعلیق محمد سلیمان نعیمی، وزارۃ الثقافۃ ولاعلام، عراق (1979ء) ج،4، ص434

(4) الطحاوی، سلیمان محمد "مبادیء علم الادارۃ العامۃ" دار الفکر العربی، بیروت، لبنان (1965ء) ص،21۔

(5) سلیمان شاہ "شریعت اسلامیہ کے تناظر میں یاسا اور پشتونولی کا تقابلی جائزہ" پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زائد اسلامک سنٹر پشاور، 181

(6) جواد علی، "المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام"، "دار الساقی (1422ھ، 2001ء)، ج،9، ص،264، 265

(7) مرباع مال غنیمت کے دسویں حصے کو کہتے ہیں جو شیخ کے لئے خاص ہوتا تھا اور اسلام کے بعد خمس ٹھہرا صفایا مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے شیخ اپنے آپ کے لئے چنتے تھے مثلا اسلحہ، گھوڑا، غلام وغیرہ جو بعد از اسلام برقرار رہا، نشیطہ، مال غنیمت قبیلے میں لانے سے پہلے شیخ کو دیا جاتا تھا یا مبارزہ میں مقتول کے سلب کو کہتے ہیں اور حق الفضول وہ جو تقسیم مال غنیمت کے بعد مال تقسیم کے قابل نہ رہتی تو باقی ناقابل تقسیم حصہ کو شیخ کو دیا جاتا تھا، "شرح الحماسہ لابی تمام، ابو الحجاج یوسف بن سلیمان الشنتمری" تحقیق الدکتور علی المفضل حمودان، دار الفکر المعاصر، لبنان، بیروت، (1413ھ۔1992ء) ج1، ص555۔

(8) آلوسی "آلوسی، ابو الثناء، شہاب الدین محمود، "بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان (1314ھ) ج2، ص185

(9) عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد العروف بابن حجر "فتح الباری" دار طیبۃ، الریاض، (1426ھ، 2005ء)، ج،16، ص،703، رقم7176

(10) بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم "صحیح البخاری" مکتبہ بشری (1438ھ، 2016ء)، ج،4، ص3171، رقم7176

(11) شوکانی، بدرالدین، ابو علی محمد بن علی "فتح القدیر فی التفسیر" دار المعرفۃ، لبنان، (1428ھ، 2007ء) ج6، ص368

(12) الرازی، فخر الدین، ابو عبداللہ محمد بن عمر "مفاتیح الغیب" دار الفکریۃ (1426ھ، 2005ء)

(13) سورۃ المائدہ، آیت 12

(14) شوکانی، بدرالدین، ابو علی محمد بن علی، فتح القدیر فی التفسیر، ج،6، ص368۔

(15) ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام "السیرۃ النبویہ المعروف بسیرۃ ابن ہشام" بیروت، دار الکتابی العربی، (1410ھ، 1990ء)، ج،2، ص80

(16) ابن سعد، محمد ابن سعد "الطبقات الکبری" المعروف بطبقات ابن سعد، قاہرہ، مکتبۃ الخانجی، (1421ھ۔2001ء) ج1، ص،52، 53

(17) البلاذری، احمد بن یحی، تحقیق الدکتور محمد حمید اللہ، "انساب الاشراف"، دار المعارف، (1959ء)، ج،1، ص49

(18) امام سہیلی کہتے ہیں کہ دار الندوۃ وہ گھر تھا جس میں وہ مشورہ کے لئے بیٹھتے تھے اور اسے ندوۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہ لفظ ماخوذ ہے ندی، یندی، نادی سے، جو قوم کی مجلس کو کہتے ہیں" سہیلی ابو لقاسم عبدالرحمن "الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام بحوالہ الکرمی)

(19) آلوسی، ابو الثناء، شہاب الدین محمود، "بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب"، ج،1، ص،250، 251

(20) الکرمی، "الادارۃ فی عصر الرسول" ص39

(21) آلوسی "بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب" ج،1، ص249، 250

(22) البلاذری، احمد بن یحی، تحقیق الدکتور محمد حمید اللہ، "انساب الاشراف"، ج،1، ص62

(23) آلوسی "بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب" ج،1، ص249

(24) سورۃ التوبہ، آیت،19

(25) ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، "سیرۃ بن ہشام"، ج،1، ص140

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

(26)آلوسی "بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب" ج1،ص250

(27)سورۃ مائدہ، آیت،90

(28)شوکانی،بدر الدین،ابو علی محمد بن علی "فتح القدیر فی التفسیر" دار المعرفۃ،لبنان،ص،571

(29)البغدادی،ابن حبیب ابو جعفر محمد بن حبیب "المنمق فی اخبار قریش" لبنان،بیروت(1405ھ،1985ء)ص228

(30)سورہ توبہ، آیت37

(31)زبیدی،ابوالفیض، محمد مرتضی بن سید محمد "تاج العروس من جواہر القاموس" کویت،(1408ھ،1987ء)ج2،ص238

(32)الدکتور،جواد علی،"المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام" ج5،ص387،

(33)یعقوبی "تاریخ یعقوبی" شرکۃ العلمی،لبنان،بیروت(1431ھ-2010ء)ج1،ص292

(34)آلوسی "بلوغ لارب فی معرفۃ احوال العرب" ج1،ص250

(35)الدکتور،توفیق،"تاریخ العرب القدیم"،لبنان،بیروت،لبنان،بیروت،(1422ھ-2001ء)ص182

(36)ایضا ص،ج5،ص589،588

(37)البغدادی،ابن حبیب ابو جعفر محمد بن حبیب "المنمق فی اخبار قریش" ص42

(38)البلاذری،انساب الاشراف ج1،ص59

(39)الوسی "بلوغ الاب فی معرفۃ احوال العرب"،ج1،ص250

(40)البغدادی،ابن حبیب،ابو جعفر محمد بن حبیب،"المحبر فی اخبار قریش"(1361ھ-1942ء)،ص132

(41)الشریف الشریف،الدکتور،احمد بن ابراہیم "مکۃ والمدینۃ فی الجاہلیۃ وعہد الرسول ﷺ" دار الفکر العربی،سن نا معلوم"(ص315)

(42)ایضا ص398-402

(43)سورۃ الشعراء، آیت219

(44)ابن ہشام،سیرۃ ابن ہشام،ج،1ص443

(45)کتانی، محمد عبدالحی بن عبدالکبیر، التراتیب الاداریۃ والعملالات والصناعات والمتاجر والحالۃ العملیۃ التی کانت علی عہد تاسیس المدینۃ الاسلامیۃ فی المدینۃ المنورۃ،دار ارقم، بیروت،سن نا معلوم ج1،ص،108---120

(46)ایضا،ج1،ص173

(47)سورۃ المائدہ،40

(48)کتانی،التراتیب الاداریہ ونظام الحکومۃ النبویۃ،ایضا،ج1،ص221

(49)M. Taimur Khan ’Pakistanizing Pashtuns: The linguistic and the cultural disruption and re- invention of Pashtuns (PHD), American university, 2016.

(50)ڈاکٹر نیاز محمد،ڈاکٹر جاوید خان "جرگہ کی مذہبی بنیادیں اور پختون معاشرے میں اس کے پذیرائی کے اسباب، کوہاٹ یونیورسٹی، کوہاٹ۔

(51)بخاری "صحیح البخاری" ج3،ص1833،رقم4121

(52)بخاری، محمد بن اسماعیل "الادب المفرد" مکتبۃ المعارف،ریاض(1998ء)،ص435،رقم811

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No. 2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

(53)ابن قدامہ، ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد "المغنی" قاہرہ، مصر، (1388ھ / 1978ء) ص190

(54)ایضاً، ص190

(55)جرجانی، یحیٰ بن الحسین بن اسماعیل "ترتیب الامالی الخمیسیۃ لشجری"، دار الکتب بیروت، لبنان العلمیہ، (1422ھ / 2001ء) ج2، ص326، رقم، 2628

(56)سلیمان شاہ "شریعت اسلامیہ کے تناظر میں یاسا اور پشتونولی کا تقابلی جائزہ" پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زائد اسلامک سنٹر پشاور (2012-2013) ص234

(57)ایضاً، ص253،

(58)ایضاً، ص250

(59) مولانا تاج محمد، قبائلی رسم ورواج اور شرعی احکام کا تقابلی جائزہ (وزیرستان کا قبیلہ) پی ایچ ڈی تحقیقی مقالہ، ص499، 498

(60)ایضاً، ص507

(61)شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم "حجۃ اللہ البالغۃ "دار الجیل، بیروت، لبنان (1426ھ-2005ء) ج1، ص217، 218

(62)بخاری، صحیح البخاری، ج2، ص1604، رقم3493

(63)سورۃ النساء، 59

(64)ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری" صحیح المسلم بشرح النووی" دار الطباعۃ العامرہ، ترکیا (1443ھ)، ج6، ص13، رقم1835

(65)مولانا تاج محمد، قبائلی رسم ورواج اور شرعی احکام کا تقابلی جائزہ (وزیرستان کا قبیلہ) پی ایچ ڈی تحقیقی مقالہ، ص521

(66)سورہ آل عمران، 159

(67)سورۃ الشوریٰ، 38

(68)سورۃ النساء، 36

(69)بخاری، صحیح البخاری، ج4، رقم6018

(70)الشریف احمد ابراہیم، "مکۃ والمدینۃ فی الجاہلیۃ وعہد الرسول ﷺ"، ص320

(71)سورۃ الحجرات، 9

(72)سلیمان شاہ "شریعت اسلامیہ کے تناظر میں یاسا اور پشتونولی کا تقابلی جائزہ" پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زائد اسلامک سنٹر پشاور، ص246

(73)ایضاً، ص383